بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث (القرآن)

بیاد
حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلکِ اہلِ حدیث کا داعی

جلد: 47 | ۲۷ ربیع الاوّل تا ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ 8 تا 14 جنوری 2016ء | شمارہ: 02

کشمیر
خطے میں قیامِ امن کے راستے کشمیر سے ہو کر گزرتے ہیں

امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ
ایک عہد.... ایک داستان!

عدل وانصاف
معاشرہ سے ظلم وزیادتی کے خاتمے کا ضامن!

- مرد کے لیے ولی کی شرط.....؟!
- عورت کا ولی کے بغیر نکاح.....؟!
- نکاح کے وقت کوئی شرط مقرر کرنا.....؟!

اسلامی جمہوریہ گیمبیا دنیا کے نقشے پر اُبھرنے والا نیا اسلامی ملک!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

مفید گفتگو ورنہ خاموشی

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾﴾ (ق)

''(انسان) جو لفظ بھی نکالتا ہے تو اس کے ساتھ ایک نگہبان ہے جو (ہر وقت لکھنے کے لیے) تیار ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بھلائی، خیر خواہی دوسروں کے ساتھ تعاون اور ان کی ایذاء رسانی سے بچنے کی تلقین کی ہے اور اس کے لیے مختلف احکامات دیئے ہیں۔ انسانوں کی بھلائی کے لیے مختلف اسالیب سے نیکی کرنے اور برائی سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہیں نیک کام کرنے کا اجر وثواب، تو کہیں برے کام پر عتاب اور سزا کا ذکر، کہیں ترغیب ہے اور کہیں ترہیب۔ مقصد صرف یہ کہ کسی طریقہ سے انسان اپنے آپ کو شر شیطان سے بچالے اور اللہ کی ہدایت کے مطابق زندگی گزار کر کامیابی سے ہمکنار ہو سکے۔ مذکورہ آیت میں انسان کو اس بات کا خوف دلا کر اپنی گفتگو میں محتاط رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہ اللہ کا ایک فرشتہ جسے نگہبان کے طور پر انسان پر مقرر کیا گیا ہے وہ انسان کے منہ سے نکلنے والے ہر ہر لفظ اور کلمہ کو نوٹ کر رہا ہے جسے کل قیامت کے دن بھرے مجمع میں لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اس کے ایک ایک عمل کو لکھ رہا ہے:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً﴾ (الانعام: 61)

''وہی (اللہ) اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتا ہے۔''

گفتگو میں نرمی اور لطافت، حسن اخلاق کی نشانی ہے جبکہ سوچ سمجھ کر گفتگو کرنا اور کم بولنا عقل مندی کی دلیل ہے۔ اس لیے انسان کو یہ سوچ کر کہ میرے کلام کو قلمبند کیا جا رہا ہے اور کل کو یہ لوگوں کے سامنے پیش بھی کیا جائے گا سوچ سمجھ کر بولنا چاہیے، ٹھٹھہ، مذاق اور محض تفریح طبع کے لیے چیخ چیخ کر بولنا اور دوسروں کو ہنسانے کے لیے جھوٹی بات کا سہارا لینا یا ایسی فضول بات منہ سے نکالنا کہ جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بن جائے، ایسی چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے: سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی ایک ایسا کلمہ بول دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی بدولت قیامت تک کے لیے اس کے حق میں اپنی رضا لکھ دیتے ہیں، اور بعض دفعہ آدمی ایسی گفتگو کر بیٹھتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث بنتی ہے اور ایک کلمہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آدمی کے حق میں قیامت تک کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا﴾ ان کی بات کو ہم لکھیں گے اور فرمایا: ﴿وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾﴾ اور تم اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی حقیقت کی تمہیں بالکل بھی خبر نہ تھی، تم اسے معمولی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی

انسان کو اپنی گفتگو اور الفاظ میں محتاط رہنا چاہیے کیونکہ اسی سے شخصیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور گفتگو سے ہی انسان کی اچھائی کی پہچان ہوتی ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اچھی اور مختصر گفتگو ہو جو اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لیے مفید ہو ورنہ خاموشی سے بہتر کچھ نہیں جو انسان کے وقار کا باعث بنے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

اولاد میں برابری کا سلوک

[عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟" فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: "فَارْجِعْهُ".] (متفق عليه)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جا کر عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو بطور عطیہ ایک غلام دیا ہے جو کہ میرا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کیا تو نے اپنی ساری اولاد کو اس کے برابر عطیہ دیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پس تو اسے (یعنی غلام کو) اس سے واپس لے لے۔''

آج کل ہمارے معاشرے میں یہ صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ والدین اپنی اولاد میں انصاف نہیں کرتے جس بچے سے زیادہ لگاؤ ہے اسے نوازتے رہتے ہیں اور جو بچہ شفقت سے ذرا دور ہے اسے محروم کر دیتے ہیں۔ اس ناانصافی پر یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ زندگی میں اپنی اولاد کو برابری کی بنیاد پر حصہ دیا جائے اور مرنے کے بعد ترکہ یعنی چھوڑی ہوئی جائیداد شرعی اصولوں کے مطابق وارثوں میں تقسیم کی جائے۔

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل ومساوات کا اہتمام کریں، کسی ایک بچے کے ساتھ ترجیحی سلوک کرنے سے دوسرے بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور بعض دفعہ وہ اس ناانصافی سے تنگ آ کر گھر چھوڑ جاتے ہیں جس سے وہ خود بھی پریشان ہوتے ہیں اور والدین کے لیے بھی پریشانی ہوتی ہے اور خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ ''غلام اس سے واپس لے لے۔'' اس لیے کہ آپ نے اپنی ساری اولاد کو چھوڑ کر اس اکیلے کو تحفہ دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پہلے یہ دریافت فرمایا کہ کیا تو نے اپنی ساری اولاد کو ایسا تحفہ دیا ہے؟ ان کے انکار پر آپ ﷺ نے غلام واپس لینے کا حکم دیا۔

ایک روایت میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان سے انصاف کرو۔'' تو میرے والد نے وہ غلام مجھ واپس لے لیا۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ کے والد بشیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ''تو مجھے اس پر گواہ نہ بنا یہ ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔'' ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ''مجھے ظلم پر گواہ نہ بناؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تیری ساری اولاد تیرے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہو؟'' انہوں نے کہا کیوں نہیں! میں یہی پسند کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہ کام نہ کر۔'' یعنی اپنی ساری اولاد کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو۔

عظمت وسادگی کا حسیں پیکر!

مؤرخ اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی!

نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مجھے تھوڑا سا آرام کرنے کی عادت سی پڑ گئی ہے۔ موبائل بھی بیڈ سے قدرے ہٹ کر چارجنگ پہ لگا رکھا تھا۔ موبائل کی دو تین بار گھنٹی بجی مگر جلدی سے سن نہ سکا۔ پھر ایک افسوسناک میسج آیا مگر اس پر یقین نہ آیا کہ خدا کرے یہ خبر غلط ہو مگر مولانا محمد سلیم چنیوٹی منیجر ''الاعتصام'' نے محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی کی وفات حسرت آیات کی تصدیق کر دی اور میری زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے الفاظ جاری ہو گئے اور قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ بھی ذہن میں آ گئی کہ ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ''موت ہر ذی روح کا مقدر ہے۔'' یہ بھی قرآن پاک کا ارشاد ہے: ﴿اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾ (النسآء: ۷۷) یعنی ''تم جہاں کہیں بھی ہو گے موت تمہیں پا لے گی خواہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔'' واضح ہوا کہ زندگی اور موت لازم وملزوم ہیں۔ اس عالم رنگ وبو میں سانس لینے والے ہر ذی روح کو ہر صورت موت سے دو چار ہونا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ﴾ یعنی روئے زمین پر جو کچھ ہے وہ سب کا سب فنا ہونے والا ہے۔ صرف تیرے رب کی ذات جو صاحب عظمت واحسان ہے باقی رہ جائے گی۔

اسی قانون عالمگیر کے تحت مؤرخ اہل حدیث' ممتاز مذہبی سکالر' صاحب طرز ادیب' کتب کثیرہ کے مصنف' مؤلف' مترجم اور معروف عالم دین مولانا محمد اسحاق بھٹی ۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء کے روز داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! وہ زندگی کی ۹۱ بہاریں دیکھ چکے تھے۔ ابھی صحت اچھی تھی معمولات زندگی رواں دواں تھے۔ پڑھنا لکھنا جاری تھا مگر موت سے کس کو مفر ہے اور وہ وقت مقررہ پر آ جاتی ہے۔ اور اس دنیا میں جو بھی آتا ہے جانے کے لیے آتا ہے۔ شاعر نے کہا ہے ؎

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو جانے کب کونسی تصویر سجا دی جائے

مولانا بھٹی صاحب سے میرا دوستانہ بلکہ برادرانہ تعلق عرصہ دراز سے ہے۔ علمی' دینی اور صحافیانہ امور میں ہمیں ان کی رہنمائی بھی حاصل رہی۔ وہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء کو کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی کا نام میاں عبدالمجید اور دادا کا اسم گرامی میاں محمد ہے۔ ان کے دادا دین داری' صالحیت اور اسلامی جذبات کے دلدادہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے بھٹی صاحب کی علمی اور عملی تربیت اسلامی خطوط پر شروع کر دی۔ آپ چوتھی کلاس میں زیر تعلیم تھے کہ قرآن مجید کا ترجمہ' تاریخ اسلام اور دیگر کتب وغیرہ حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ سے پڑھ لیں۔ پھر مزید تحصیل علم کے لیے وہ مرکز اسلام ''لکھوکے'' میں زیر تعلیم رہے۔ بعد ازاں حضرت مولانا عطاء اللہ حنیفؒ سے بھی متعدد کتابیں پڑھیں۔ پھر ۱۹۴۰ء میں گوجرانوالہ حاضر ہو کر مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ سے مسلم وبخاری شریف اور دوسری کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ بھٹی صاحب نے سیاست میں بھی بھرپور حصہ لیا' تحریک آزادی میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں اور فرید کوٹ جیل میں محبوس رہے۔ قیام پاکستان پر اپنے خاندان کے ہمراہ چک نمبر ۵۳۔گ ب منصور پور (تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد) میں آباد ہو گئے۔ اس دوران سرکاری ملازمت بھی کی اور کاروبار بھی کیا۔ آخر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ناظم دفتر اور بعد ازاں ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے مدیر مقرر ہو گئے اور ان کی زندگی کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ مولانا سید محمد داود غزنویؒ' مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ' مولانا محمد عطاء اللہ حنیف' مولانا محمد حنیف ندوی' علامہ احسان الٰہی ظہیر اور دیگر علماء اور داعیان جماعت سے روابط قائم ہوئے۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
عدل وانصاف (خطبۂ حرم)	6
ایک روشن دماغ' جو نہ رہا	10
مؤرخ اہل حدیث .....مولانا اسحاق بھٹیؒ	11
آہ! مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ	12
جو بادہ کش تھے پرانے وہ اُٹھتے جاتے ہیں	14
مولانا محمد اسحاق بھٹی .....ایک عہد.....	16
اسلامی جمہوریہ .....گیمبیا	18
ردِّ قادیانیت .....علمائے اہلحدیث..خدمات	19
غزوۂ بنی نضیر	20
بیداری ملت کارواں .....فیصل آباد (رپورٹ)	23
اخبار الجماعۃ	24

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث''
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک
سالانہ ..... 600/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ وی پی ..... 650/- روپے
بیرونی ممالک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''لسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

۱۹۶۵ء میں آپ ''الاعتصام'' کی ادارت سے مستعفی ہو گئے۔ پھر ہفت روزہ ''توحید'' لاہور سہ روزہ منہاج لاہور ہفت روزہ اہل حدیث لاہور اور ماہنامہ المعارف لاہور کے مدیر اعلیٰ رہے۔ آپ روزنامہ امروز لاہور' ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور اور روزنامہ پاکستان لاہور میں بھی مضامین لکھتے رہے۔ آپ نے اکتوبر ۱۹۶۵ء سے ۱۶ مارچ ۱۹۹۶ء تک ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور میں تصنیفی خدمات انجام دیں اور اہم کتابیں تصنیف ومرتب کیں اور ترجمے بھی کیے۔ وہ منجھے ہوئے مصنف ومؤلف اور محقق تھے' ان کی پوری زندگی تصنیف وتالیف اور تحقیق وتدقیق میں گزری۔ صحافت میں بھی ایک طویل عرصہ تک اپنی خوبصورت اور شگفتہ تحریروں سے قارئین کو مستفید کرتے رہے۔ ان کی دلچسپیوں کے موضوعات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ انہوں نے بیک وقت ادب وصحافت' سیرت وسوانح' مذہب وسیاست' تحقیق وتاریخ' تعلیم وتدریس اور خاکہ نگاری پر قلم اٹھایا۔ جس موضوع پر بھی وہ قلم اٹھاتے اس کا حق ادا کر دیتے تھے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ اب کوئی شخص ان کا ہم پلہ نظر نہیں آتا۔

مولانا مرحوم کی تصانیف کی فہرست بڑی طویل ہے یہاں کچھ تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ابن الندیم بغدادی کی عربی کتاب ''الفہرست'' کا اردو میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب رجال وتاریخ کی بڑی اہم کتاب ہے جو ۹۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح فقہائے ہند دس جلدوں میں ہے۔ اس میں پہلی صدی سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک برصغیر کے ہر مسلک کے علماء کرام اور فقہائے عظام کے حالات قلمبند کیے گئے ہیں۔ یہ دو کتابیں ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستگی کے دور میں لکھی گئیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے نقوش عظمت رفتہ' بزم ارجمنداں' کاروانِ سلف' قافلہ حدیث' صوفی محمد عبداللہؒ تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری' مولانا محی الدین لکھوی' ہفت اقلیم' برصغیر میں اہل حدیث کی آمد (صحابہ کرام' تابعین اور تبع تابعین کے حالات) چمنستانِ حدیث' قصوری خاندان اور دیگر بے شمار کتابیں ان کے خامہ عنبر فشاں کی شاہکار ہیں۔ ہمارے اسلاف نے مسلک اہل حدیث کی تبلیغ واشاعت میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کتابوں میں انہیں بڑے خوبصورت پیرائے میں لوگوں کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ پھر بہت سے گمنام علماء کرام کے حالات اور خدمات پر قلم اٹھا کر انہیں تاریخ میں زندہ کر دیا ہے۔

مولانا مرحوم کی تحریروں میں بلا کی روانی' عظمت الفاظ' اسلوب میں دلکشی اور انداز بیان میں شگفتگی موجود ہے۔ جناب پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ نے ان کی کتاب ''قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' کے مقدمے میں لکھا ہے کہ ''ان کا قلم شستہ' اور پیرایہ شگفتہ ہے۔ سادگی میں پرکاری کے نقوش ان کی تحریر کا خاصہ ہے۔ انہوں نے نصف صدی تک جو علمی جواہر پیدا کیے ہیں ان میں ابوالکلام کی نثری بلاغت' شبلی کی مؤرخانہ بصیرت' سید سلیمان ندوی کا اسلوب تحقیق' مولانا مودودی کا دعوتی انداز' رشید احمد صدیقی کی سی شگفتہ نگاری' مولوی عبدالحق کی سی سادہ بیانی' مولانا ثناء اللہ امرتسری کی جامعیت' مولانا محمد حنیف ندوی کا حکیمانہ اسلوب' مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کی سادگی اور کتاب دوستی اور علامہ احسان الٰہی ظہیر کی طلاقت لسانی کی جھلکیاں ان کی تحریروں کے مختلف صفحات پر نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔''

مولانا محمد اسحاق بھٹی علمی دنیا میں ایک قد آور' پرکشش اور عہد ساز شخصیت تھے۔ وہ حق اور اہل حق کے ساتھی تھے۔ مرحوم بڑے خوش اخلاق' متواضع' منکسر المزاج' خوش فکر' خندہ رو' شگفتہ کلام' ملنسار اور صاف ستھرے کردار کے مالک تھے۔ ان سے تعلق رکھنے والا ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ میں ہی ان کے زیادہ قریب ہوں۔ وہ حسد وبغض سے نفور اور خود ستائی سے کوسوں دور تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ موت کے چنگل نے ہم سے ہمارے اس گنج گرانمایہ کو ہمیشہ کے لیے چھین لیا۔ ہمارے پاس اب ان کی محبتوں کی خوشبو' اخلاص کی مہک' اخلاق کریمانہ اور دینی خدمات وحسنات کی حسین یادیں باقی رہ گئی ہیں۔ ان کی وفات کے بعد مجھے یہ شدت سے احساس ہوا کہ ان کی ذات کتنی عجیب تھی۔ کتنا عظیم سرمایہ تھی۔ کتنا سایہ دار درخت تھا۔ مگر ایسے لوگ اب کم ہی ملیں گے۔ مجھے ان کی مغفرت تامہ کا اللہ کے حضور سے بڑی امید ہے۔ موت کے بعد یقیناً بارگاہِ الٰہی سے یہ مسرت انگیز ندا آئی ہو گی

﴿يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾

۲۲ دسمبر کو ناصر باغ لاہور میں بھٹی صاحب کی پہلی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ہر مکتب فکر کے ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی نے امامت کا فریضہ انجام دیا۔ پھر میت ان کے آبائی گاؤں منصور پور (جڑانوالہ) لے جائی گئی اور بعد نماز عشاء شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم صاحب کی امامت میں دوسری نماز جنازہ پڑھی گئی۔ وہاں بھی ہزاروں لوگ شریک نماز جنازہ تھے۔ پھر دعاؤں کے ساتھ ان کو آغوش خاک اور رحمت الٰہی کے سپرد کر دیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس کی بہاریں نصیب فرمائے اور پسماندگان اور حلقہ احباب کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مردان' نادرا آفس میں ہونے والے بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر اور مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ایم این اے نے مردان کے نادرا آفس کے باہر ہونے والے بم دھماکے کی شدید الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اپنے مشترکہ بیان میں ان کا کہنا تھا کہ اس دھماکے میں غیر ملکی ہاتھ ملوث ہونے کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اس دھماکے میں قیمتی جانوں کے ضیاع پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔ (میڈیا سیل)

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

مرد کے لیے ولی ہونے کی شرط

سوال میں ایک لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ دینی علوم سے بہرہ ور ہے لیکن میرے والد اس سے اتفاق نہیں کرتے' جبکہ لڑکی کے والدین راضی ہیں۔ کیا نکاح میں ولی کی اجازت مرد کے لیے بھی ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب شادی کے صحیح ہونے کے لیے ولی کی اجازت صرف عورت کے لیے ہے مرد کے لیے نہیں' کیونکہ وہ نکاح کے معاملہ میں خود ہی اپنے آپ کا ولی ہے۔ اس کے لیے نکاح کرنے میں کسی دوسرے کی موافقت شرط نہیں اور نہ ہی لڑکے کے والد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کسی شرعی سبب کے بغیر اسے نکاح سے روکیں۔ لیکن لڑکے کو اپنے والدین کی رضا مندی کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ شریعت نے اسے والدین سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ نکاح کے سلسلہ میں والدین کی رضا مندی اچھی' بہتر اور مستقبل میں اس کے لیے بہت ہی سود مند اور ثمر آور ہے۔ والدین سے اچھا برتاؤ کر کے نکاح کے معاملہ میں ان کی رضا مندی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ان کے سامنے اپنے مافی الضمیر کا اظہار اچھے انداز سے کیا جائے اور دلائل کے ساتھ انہیں قائل کیا جائے' امید ہے کہ والدین راضی ہو جائیں گے۔ اگر راضی نہ ہوں تو جلد بازی کا مظاہرہ نہ کیا جائے بلکہ اس سلسلہ میں کسی بزرگ کی خدمات بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی جائے' ایک مومن کے لیے دعا بہت بڑا ہتھیار ہے۔ ہم برخوردار کو درج ذیل باتوں کی نصیحت کرتے ہیں:

- والدین کے ساتھ احسن انداز سے بات کی جائے۔
- انہیں قائل کرنے کے لیے اچھا اسلوب اختیار کیا جائے۔
- اس سلسلہ میں جلد بازی اور جذبات سے کام نہ لیا جائے۔
- کسی بزرگ آدمی کی خدمات حاصل کی جائیں تا کہ وہ انہیں راضی کریں۔
- اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ اس نکاح کے اسباب اور ذرائع پیدا فرمائے۔

واضح رہے کہ اگر لڑکا مجنون' دیوانہ' بے عقل یا کم عقل ہے تو اس کے نکاح کے لیے ولی کا ہونا ضروری ہے لیکن اگر وہ عقلمند اور سمجھدار ہے تو نکاح کے سلسلہ میں وہ خود مختار ہے اسے کسی ولی کی ضرورت نہیں۔ تاہم بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں اپنے والد کو اعتماد میں لیا جائے۔ واللہ اعلم!

عورت کا ولی کے بغیر نکاح نہیں

سوال میں ایک لڑکے سے اس کی اسلام پسندی کی وجہ سے محبت کرتی تھی اور اس سے نکاح پر آمادہ تھی لیکن میرے والد اس پر راضی نہ تھے' میں نے عدالتی نکاح کر لیا' اب والد صاحب اس نکاح پر راضی ہیں۔ کیا ایسا نکاح صحیح ہے؟

جواب جمہور اہل علم کا موقف ہے کہ عورت کے نکاح کے لیے ولی اور سرپرست کا ہونا اور اس کا اجازت دینا بنیادی شرط ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورت کے ولی کو عقد نکاح کے بارے میں مخاطب کیا ہے' اگر نکاح کا معاملہ ولی کے بجائے عورت کے ہاتھ میں ہوتا تو اس کے نکاح میں ولی کو مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ امام بخاریؒ نے اس سلسلہ میں متعدد آیات کا حوالہ دیتے ہوئے ایک عنوان بایں الفاظ ذکر کیا ہے: [مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ] ''جس شخص کا یہ موقف ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' (بخاری النکاح: باب نمبر ۳۷)

صحیح احادیث میں اس امر کی صراحت ہے کہ سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا' چنانچہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' (ابوداؤد' النکاح: ۲۰۸۵)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث میں مزید وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔'' یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ دہرائے۔ (مسند امام احمد: ج ۶' ص ۴۷)

بہرحال عورت خواہ کنواری ہو یا شوہر دیدہ ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر اس کا نکاح صحیح نہیں۔ اس بناء پر جو لڑکی والدین سے بغاوت کر کے گھر سے بھاگ جاتی ہے اور ان کی اجازت کے بغیر عدالتی نکاح کر لیتی ہے تو اس کا نکاح صحیح نہیں خواہ اس سے اولاد ہی کیوں نہ پیدا ہو جائے۔

والدین کو بھی چاہیے کہ اگر انہیں کوئی اچھا نیک رشتہ ملتا ہے تو محض ضد کی وجہ سے اس میں رکاوٹ نہ بنیں۔

صورت مسئولہ میں چونکہ نکاح کے وقت والد کی رضامندی نہ تھی اس لیے یہ نکاح صحیح نہیں۔ اگر والد بعد میں راضی ہو جاتا ہے تو علیحدگی اختیار کرنے کے بعد مشرقی روایات کے مطابق دوبارہ نکاح کیا جائے چونکہ پہلا نکاح صحیح نہیں تھا اس لیے میاں بیوی دونوں کو چاہیے کہ وہ اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور اس کے حضور سچی توبہ کریں۔ واضح رہے کہ جو عورت اپنا نکاح خود کرتی ہے اور اپنے ولی کی رضامندی حاصل نہیں کرتی اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بدکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''کوئی عورت کسی دوسری عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے بلاشبہ وہ عورت بدکار ہے جس نے اپنا نکاح خود کر لیا۔'' (ابن ماجہ النکاح: ۱۸۸۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت کی خلاف ورزی سے محفوظ رکھے۔ آمین!

میت کی طرف سے روزے رکھنا

سوال میری والدہ بیمار تھیں وہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکی تھیں اب وہ وفات پا چکی ہیں کیا ہمیں ان کے قضاء شدہ روزے رکھنے کی شرعاً اجازت ہے یا ہم ان کی طرف سے فدیہ ادا کریں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

جواب اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور اس کے ذمے رمضان کے روزے ہوں تو مرنے والے کی طرف سے قضا شدہ روزوں کا فدیہ دیا جائے ورثاء کو روزے رکھنے کی اجازت نہیں۔ جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اس سلسلہ میں فتویٰ حسب ذیل ہے: ''کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور نہ ہی کوئی شخص دوسرے کی طرف سے روزے رکھے بلکہ ہر دن روزے کے بدلے میں اس کی طرف سے گندم کا ایک مد کھانا کھلائے۔'' (السنن الکبریٰ للنسائی: حدیث نمبر: ۲۹۱۸)

اس سلسلہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔'' (بخاری الصوم: ۱۹۵۲)

اس حدیث میں ''روزوں'' سے مراد رمضان کے روزے نہیں بلکہ نذر کے روزے ہیں کیونکہ دوسری احادیث میں اس کی صراحت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سمندری سفر کیا اور ایک مہینہ روزے رکھنے کی نذر مانی پھر وہ روزے رکھنے سے پہلے ہی فوت ہوگئی تو اس کی بہن نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق مسئلہ دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنی بہن کی طرف سے روزے رکھے۔'' (السنن الصغریٰ الایمان والنذور: ۳۸۴۷)

اسی طرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس پر نذر کے روزے باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی تو کیا اس کی طرف سے ادا ہو جاتا۔'' ..... اس نے عرض کیا جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی ماں کی طرف سے روزے رکھو۔'' (صحیح مسلم الصوم: ۲۶۹۶)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال ہوا کہ میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذمے رمضان کے روزے باقی تھے کیا میں اس کی طرف سے رمضان کے روزے رکھ سکتی ہوں؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ''نہیں! بلکہ ان کی طرف سے ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دو یہ اس کی طرف سے تمہارے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔'' (شرح مشکل الآثار: ج ۶، ص ۱۷۸)

صورت مسئولہ میں میت کی طرف سے رمضان کے فوت شدہ روزوں کا فدیہ دے دیا جائے اور خود ورثاء کو روزے کی چنداں ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم!

نکاح کے وقت کوئی شرط رکھنا

سوال کیا نکاح کے وقت یہ شرط رکھی جا سکتی ہے کہ ہماری لڑکی کو کسی دوسرے ملک نہیں لے جائے گا بلکہ اسے اپنے ملک میں ہی رکھے گا؟ وضاحت فرما دیں۔

جواب امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''نکاح میں شرط رکھنا۔'' (بخاری النکاح باب نمبر ۵۳)

پھر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر یہ ضروری ہے کہ تم ان شرائط کو پورا کرو جن کے ذریعے تم نے عورتوں کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال کیا ہے۔'' (بخاری النکاح: ۵۱۵۱)

اس حدیث کی بناء پر نکاح کے وقت (سوال میں ذکر کردہ) شرط رکھی جا سکتی ہے جس کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ البتہ ناجائز شرط رکھنا درست نہیں اور نہ ہی اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم!

عدل وانصاف

امام مجدد فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر خالد بن علی الغامدی حفظہ اللہ

مترجم —— جناب محمد اجمل بھٹی/ جناب محمد عاطف الیاس —— نظرثانی —— جناب حافظ یوسف سراج —— تاریخ —— 13 ربیع الاول 1437ھ/25 دسمبر 2015ء

حمد وثناء کے بعد:

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، تنہائی اور مجلس میں اس سے ڈرتے رہو اور اگر تم لوگوں کے خون سے اپنی پشت کو بار آور کرنے سے بچ سکو، ان کے مال ناجائز طریقے سے کھانے سے محفوظ رہ سکو، ان کی عزتوں کو تار تار کرنے سے رک سکو اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہ کر زندگی گزار سکو تو تم یہ کام ضرور کر لو اور ان جرائم سے محفوظ رہ کر قیامت کے دن اپنے رب سے ملاقات کرو۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور آخرت کی کامیابی ہی حقیقی اور عظیم کامیابی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ﴾ (النور)

''اور کامیاب وہی ہیں جو اللہ اور رسول کی فرماں برداری کریں اور اللہ سے ڈریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور آپ ﷺ کی امت کو تمام اقوال وافعال اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا۔

برادرانِ اسلام! عہد حاضر میں ظلم وستم اور سرکشی و بغاوت کی مختلف شکلیں مکان و زمان کی حدود پار چکی ہیں۔ آج انسانی شرعی حقوق غصب کیے جا رہے ہیں اور ظلم وستم کی نت نئی صورتیں سامنے آ رہی ہیں، ان کا سبب قومی اور نسلی تعصب، قبائلی موروثی جھگڑے اور فکر وعقیدے کا فساد و بگاڑ ہے۔ اس حالت میں انسانی نفوس اور عقلوں کی اصلاح اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و صفات کے مطابق تربیت کرنے کی حاجت وضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ وہ اخلاق و صفات جن کی تکمیل اور تربیت کیلئے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے، وہ اخلاق جو سیرت و کردار کی اصلاح کرتا اور قلبی فساد کو درست کرتا ہے۔

ان اخلاقیات میں سے عظیم ترین خلق جو ساری زندگی کا احاطہ کرتا ہے، وہ عظیم انسانی خوبی ہے، اسلام کا بلند ترین اصول ہے۔ وہ شریعت اسلامی کے عظیم ترین مقاصد میں سے ہے اور وہ ہے ''عدل وانصاف''۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر عدل و انصاف کا بول بالا کرنے کے لیے اپنے رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ (الحدید)

''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا، اور اُن کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں، اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اُس کو دیکھے بغیر اس کی اور اُس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے یقیناً اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور آپ ﷺ کی امت کو تمام اقوال و افعال اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

''چونکہ یہ حالت پیدا ہو چکی ہے اس لیے اے محمدؐ، اب تم اُسی دین کی طرف دعوت دو، اور جس طرح تمہیں حکم دیا گیا ہے اُس پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جاؤ، اور اِن لوگوں کی خواہشات کا اتباع نہ کرو، اور اِن سے کہہ دو کہ: اللہ نے جو کتاب بھی نازل کی ہے میں اُس پر ایمان لایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں اللہ ہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں اللہ ایک روز ہم سب کو جمع کرے گا اور اُسی کی طرف سب کو جانا ہے۔'' (الشوریٰ:15)

نیز فرمایا:

''اور یہ کہ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنے بلوغت کو پہنچ جائے اور ناپ تول میں پورا انصاف کرو، ہم ہر شخص پر ذمہ داری کا اتنا ہی بار رکھتے ہیں جتنا اس کے امکان میں ہے، اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی کا کیوں نہ ہو، اور اللہ کے عہد کو پورا کرو، ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں کی ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔'' (الانعام:152)

پھر ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا﴾ (النساء)

''مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو، اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو، اللہ تم کو نہایت عمدہ نصیحت کرتا ہے اور یقیناً اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد ربانی کی تکمیل کرتے ہوئے اپنے تمام معاملات میں عدل و انصاف کو یقینی

بنایا۔ آپ ﷺ کی سنت مبارکہ اور سیرت پاک اس کی بہترین مثال ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کی تربیت عدل و انصاف پر کی کہ وہ اپنوں اور بیگانوں، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آئیں۔ اس کی مثالیں ان گنت اور بے شمار ہیں۔

امت اسلام! سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک بوڑھے ذمی شخص کے پاس سے گزرے جو بھیک مانگ رہا تھا۔ آپ اسے دیکھ کر رک گئے اور پھر تاریخی جملہ بولا: ''ہم نے اس بزرگ سے انصاف نہیں کیا، ہم نے اس کی جوانی میں اس سے خراج لیا پھر بڑھاپے میں اسے بے یارومددگار چھوڑ دیا۔''

پھر آپ نے اس کا تاحیات وظیفہ مقرر کر دیا۔

اس طرح عدل و انصاف حدود و قیود سے آزاد جاری رہتا ہے، یہ قریبی اور دور والے کیلئے، مسلمان اور کافر کیلئے یکساں ہوتا ہے۔

تاتاریوں سے مسلمان قیدیوں کی رہائی کے وقت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی عدل و انصاف کی شاندار مثال قائم کی۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ تاتاریوں نے صرف مسلمان قیدی آزاد کیے ہیں اور ذمی قیدی رہا نہیں کیے تو انہوں نے بھرپور اصرار کر کے ان کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے شاندار اور بے مثال انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ تمام لوگوں کو آزاد کریں، خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہود و نصاریٰ۔ وہ ہمارے ذمی ہیں۔۔ ہم انہیں تمہاری قید میں نہیں چھوڑ سکتے بلکہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ ان کی رہائی بھی چاہتے ہیں۔''

اے مسلمانو! انصاف دین اسلام کا زیور اور ملت اسلام کی زینت ہے، اصلاح کا خزانہ اور انبیائے کرام کا اخلاق ہے، سعادت و اصلاح کا ذریعہ ہے، جس شخص نے عدل و انصاف کو اپنا لیا، وہ اس کے دل کی سلامتی، طہارت اور عقل سلیم کی دلیل بن گیا اور جب امت اسلام عدل و انصاف کو پس پشت ڈال دے تو پھر شدت پسندی، خود پسندی اور ظلم کا دور دورہ ہو جاتا ہے، لوگ دوسروں کو دھوکہ دینے لگتے ہیں۔ اپنے اعمال اور کارکردگی میں امانت و درست راہ سے محروم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ محنتی، مخلص اور کامیاب لوگ بھی انکار و نافرمانی کی سزا بھگتنے لگتے ہیں، ان کی خوبیاں پس پردہ چلی جاتی ہیں اور ان کے عیب ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔ اس سے معاشرے میں محنت و جدت اور نفع بخش اعمال کو سرانجام دینے کی تڑپ کمزور ہو جاتی ہے۔ انصاف، عدل کی رونق اور خوبصورتی ہے۔ عدل و انصاف کے بغیر انسان اپنے علم سے حقیقی فائدہ اٹھانے سے محروم رہتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝﴾ (الاعراف)

''ہماری مخلوق میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق ہدایت اور حق ہی کے مطابق انصاف کرتا ہے۔''

نیز فرمایا:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ اُن کا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔'' (النساء:135)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے، اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔'' (المائدۃ:8)

اے مسلمانو! انصاف دین اسلام کا زیور اور ملت اسلام کی زینت ہے، اصلاح کا خزانہ اور انبیائے کرام کا اخلاق ہے، سعادت و اصلاح کا ذریعہ ہے

پھر ارشاد فرمایا:

﴿وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝﴾ (ھود)

''اور اے برادران قوم! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور تولو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔''

قرآن مجید نے اہل کتاب سے انصاف کرتے ہوئے فرمایا: ''وہ سارے برابر نہیں ہیں۔''

''اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، یہ اہل کتاب ایمان لاتے تو انہی کے حق میں بہتر تھا اگرچہ ان میں کچھ لوگ ایمان دار بھی پائے جاتے ہیں مگر ان کے بیشتر افراد نافرمان ہیں۔'' (آل عمران:110)

اس لیے ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں عدل و انصاف کے ساتھ چلے۔ تاکہ وہ خوشگوار پر امن زندگی جی سکے کیونکہ اس پر اس کے رب کے حقوق ہیں، اس کے والدین کے بھی حقوق ہیں، اس کے اہل و عیال کے حقوق لازم ہیں۔ حکمرانوں کے حقوق بھی واجب ہیں، اس کے بھائیوں کے حقوق بھی اس کے ذمے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیا جائے۔ بلاشبہ انصاف کرنے والے قیامت والے دن رحمان کی دائیں جانب نورانی منبروں پر تشریف فرما ہوں گے اور رحمان کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ وہ لوگ اس نعمت سے سرفراز ہوں گے جو اپنے فیصلوں، اہل و عیال اور رعایا میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔

امت اسلام! دور حاضر میں انصاف کی حقیقت کو سمجھنے اور اس کے آداب اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ یہ انصاف نہیں کہ اپنے محبوب لوگ اور قرابت داروں کے ساتھ عدل سے پیش آیا جائے اور مخالفین یا بیگانوں کے ساتھ عدل و انصاف کو ترک کر دیا جائے۔ کسی

ایک لغزش یا غلطی کی بنا پر خاندانی اور معاشرتی تعلقات کو بگاڑنا بھی انصاف نہیں۔ بلکہ دوسروں کیلئے عذر تلاش کرنا ضروری ہے، دوسروں کی خوبیاں مدنظر رکھنی چاہئیں، معذرت قبول کرنا بھی اخلاق کا عمدہ اصول ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝﴾ (الاعراف)

''اے نبیؐ! نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ الجھو۔''

اسلام کے اسی اصول کی تربیت کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کا یہ فرمان کتنا عظیم ہے اور یہ عدل و انصاف کا اہم ترین اصول بھی ہے۔ (میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا:

''کوئی مومن مرد مومن عورت سے متنفر نہ ہو۔'' یعنی کوئی مومن خاوند اپنی مومن بیوی سے بغض نہ رکھے، اس سے متنفر نہ ہو، اگر اس کی کسی عادت سے ناخوش ہے تو اس کی دوسری خوبی سے خوش بھی ہوتا ہے۔'' (مسلم)

جناب سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر معزز، عالم دین اور بادشاہ میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوتا ہے، لیکن لوگوں کے لیے روا نہیں کہ وہ ان کے عیب بیان کریں، کیونکہ جس شخص کی خوبیاں اور اس کی خامیوں پر غالب ہوں، اس کی خوبیوں کی بناء پر خامیوں سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔'' یہ ایک متوازن اور دانش مندانہ رائے ہے، حکمرانوں، علمائے کرام، اداروں کے سربراہوں، معزز افراد اور تمام لوگوں سے معاملات کرتے وقت اسے مدنظر رکھنا چاہیے، اپنے مخالفین کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آنا چاہیے۔ تمام لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اسی معیار کے مطابق پیش آنا چاہیے جو ان کے حقوق و محاسن کا تحفظ کرتا ہے، نیز ان کی اصلاح اور خیر خواہی بھی کرتا ہے۔

انصاف کی نہایت خوبصورت شکل یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ تمہارے تعلقات تمہاری ذاتی رائے کی وجہ سے خراب نہ ہوں۔ انصاف کے ہوتے ہوئے محبت و الفت کبھی ختم نہیں ہوتی۔ تم ان کے قول کے لوازمات کی وجہ سے ان کی پکڑ نہ کرو، ان کے بارے میں حسن ظن رکھو، ان کے معاملات کی بہترین توجیہہ کرو۔ خبردار! ان کے کسی ایک کلمے پر پکڑ مت کرو خصوصاً جبکہ اس کا کوئی درست مطلب لینا بھی ممکن ہو۔

امت اسلام! عدل و انصاف کے منافی چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان کسی ایک ایسے مسلمان کی لغزشوں کو نشر کرے جو بظاہر نیک اور صالح ہو، اس کی خوبیوں اور نیکیوں کو چھپا کر اس کی غلطیوں کو پھیلانا درست نہیں، ممکن ہے وہ جنت کے حصول کو یقینی بنا چکا ہو اور اس کی برائیاں کرنے والا جانتا تک نہ ہو۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھ کر فرمایا ہے: ''جو چاہو عمل کرو میں تمہیں بخش چکا ہوں۔'' انصاف پسند آدمی جب تنقید کرتا ہے تو وہ لوگوں کے اقوال پر کرتا ہے، ان کی شخصیات کو ہدف تنقید نہیں بناتا۔ وہ ان کی رائے پر تنقید کرتے ہوئے نیک نیتی کے ساتھ تعمیری مقاصد کے لیے تنقید کرتا ہے۔ اس کا مقصد انہیں لوگوں کی نظروں میں گرانا، ان پر بے جا جرح کرنا اور انہیں ملامت کرنا نہیں ہوتا' نہ وہ ان کی نیتوں اور مقاصد کو اپنا ہدف بناتا ہے۔

عدل و انصاف ربانی فطرت ہے، نبوی اخلاق کریم ہے، جو شخص عدل و انصاف کو اختیار کرتا ہے اور اس اخلاق حسنہ کو اپنا لیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہو جاتا ہے اور بلندیوں کے مقام و مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے

قرآن مجید نے جب تنقید کی تو وہ لوگوں کے اقوال و افعال پر تنقید کی۔ جیسے قرآن مجید میں بار بار آتا ہے: (وَمِنْهُمْ: اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں)۔ (وَمِنْهُمْ: اور اَن میں سے کچھ ایسے بھی ہیں)۔ (وَمِنْهُمْ: ان میں سے کچھ لوگ اس طرح کے ہیں)۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کے نام نہیں لیے بلکہ صرف ان کے افعال و اقوال کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

نبی کریم ﷺ بھی اسی اصول پر عمل پیرا تھے، آپ فرمایا کرتے تھے: ''کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسے ایسے اعمال سرانجام دیتے ہیں۔''

عدل و انصاف کا عظیم ترین اصول ہے کہ خبروں کی مکمل تصدیق کرنے کے بعد ان پر حکم لاگو کیا جائے، کسی مسلمان کی جو خوبیاں اور فضائل ثابت شدہ ہوں وہ کسی شک یا بدگمانی کی وجہ سے ختم نہیں ہو سکتے بلکہ اس کی خوبیوں کی نفی کے لیے یقینی اور قوی ترین دلیل چاہیے۔ صرف یہ دلیل کافی نہیں کہ فلاں فلاں نے اسکے بارے میں کہا ہے: یا فلاں اور فلاں شخص کا اس کے بارے میں یہ گمان ہے' یہ بدترین موقف ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے' کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ دیکھو! تم خود اس سے گھن کھاتے ہو' اللہ سے ڈرو، اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔'' (الحجرات:12)

اے لوگو! لوگوں کے ظاہری حالات کو دیکھنا اور ان کے خفیہ معاملات کو اللہ کے سپرد کرنا چاہیے۔ دوست اور دشمن سے حق بات قبول کرنی چاہیے، غلطیوں کا اعتراف کرنا چاہیے، ہم عصر لوگوں کی ایک دوسرے کے بارے میں تنقید کو پھیلانا نہیں چاہیے بلکہ ان کی باہمی گفت و شنید کو مخفی رکھنا چاہیے، یہی انصاف اور قابل فخر رویہ ہے۔

مسلمانوں کے فقہی مذاہب کے علماء کا اختلاف اور اجتہاد موجود ہے۔ ان کے عذر قبول کرنے چاہئیں اور انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہیں بنانا چاہیے۔ حکمرانوں کے بارے میں رائے عامہ کو متحد رکھنے کی کوششیں کرنا اور اختلاف و افتراق کو دور پھینک دینا چاہیے۔ یہ ساری چیزیں عدل و انصاف کی اہم ترین بنیادیں ہیں' ان پر عمل کر کے معاشرے میں امن و سکون اور اطمینان کو پھیلایا جا سکتا ہے۔ اس سے دل اور دماغ نفع بخش اور تعمیری کاموں کے لیے تیار ہوتے ہیں۔

عدل و انصاف ربانی فطرت ہے، نبوی اخلاق کریم ہے، جو شخص عدل و انصاف کو اختیار کرتا ہے اور اس اخلاق حسنہ کو اپنا لیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہو جاتا ہے اور بلندیوں کے مقام و مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے اور اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

جس نے اس اخلاق کی خلاف ورزی کی اور ان لوگوں کا منہج اختیار کیا جو اپنا حق پورا وصول کرتے ہیں اور دوسروں کے حقوق ناقص ادا کرتے ہیں، وہ درست منہج اور طریقے سے کتنا دور ہے؟! اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی کا کس قدر مصداق ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١﴾ (المطففین)

''تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لیے۔''

دوسرا خطبہ

برادرانِ اسلام! انصاف بہت نادر چیز ہے، ہر شخص اس کا ضرورت مند ہے اور بہت سارے لوگوں کے لیے یہ مشکل بھی ہے۔ خصوصاً ان لوگوں کے لیے جن کے دل اور کردار مختلف آفات کا شکار ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور عدل و انصاف کے عظیم زیور سے محروم ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ بے شمار لوگ کو خواہشات نفس، غضب، ناروا غیرت، حسد اور تکبر انہیں عدل و انصاف نہ کرنے، ظلم و ستم میں بڑھتے رہنے، حق کو دبانے، لوگوں کو حقیر جاننے، ان کی خوبیوں اور محاسن کو چھپانے اور حسد کی وجہ سے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنے پر ابھارتے ہیں۔

لوگوں کو عدل و انصاف کرنے سے روکنے میں بے جا تعصب، خود پسندی اور گروہ بندی کا سب سے بڑا کردار ہے۔ غلو اور انتہا پسندی کا عیب صرف یہی نہیں کہ وہ انسان کو عدل و انصاف سے روکتی ہے بلکہ یہ انسان کو مسلمانوں کے ناحق خون بہانے، ان کو فاسق و کافر قرار دینے کا سبب بھی بنتی ہے' اسی سے مسلمانوں کے خون، مال اور عزتوں کو حلال سمجھ لیا جاتا ہے۔

اسی لیے خوارج کو جہنم کے کتے قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے، کیونکہ تمام فرقوں میں یہی فرقہ ظلم و ستم ڈھانے میں سب سے آگے ہے اور عدل و انصاف سے دور ہے۔ یہ اپنی فاسد رائے اور غلط موقف کی وجہ سے مسلمانوں اور نمازیوں کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ انہیں قتل کرنے کے لیے باہمی تعاون کرتے ہیں جبکہ بت پرست ان کی کارروائیوں سے محفوظ ہیں، جیسا کہ کچھ ملکوں میں ابھی تک ہو رہا ہے، جن ملکوں میں یہ اہل تشدد اور غالی گروہ موجود ہیں۔

امت اسلام! عہد حاضر میں مسلمانوں کے بہت سے مسائل اور مشکلات کو عدل و انصاف کے ساتھ حل نہیں کیا جا رہا، اس کی وجہ سے زخم گہرے، تکلیف دگنی، مشکلات طویل اور مسلمانوں کے مصائب کئی گنا زیادہ ہو گئے ہیں، لیکن اللہ کے فضل و کرم سے مملکت سعودی عرب اور دیگر اسلامی ملکوں میں ہمارے بھائیوں کی کارآمد کوششیں جاری ہیں تاکہ یمن، شام اور فلسطین میں مظلوم مسلمان بھائیوں کی مدد کی جا سکے اور دشمن کے ظلم و ستم کو روکا جا سکے۔ دہشت گردی اور انتہا پسندی کو کبھی عاصفۃ الحزم کے ذریعے لگام ڈالی گئی تو کبھی اسلامی ممالک کے اتحاد سے اس کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ ظالموں کے ظلم کو روکنے، ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے اور ان کے مکر و فریب کو باطل کرنے کیلئے کامیاب کوششیں جاری ہیں۔

جب کہ خادم حرمین شریفین نے اپنے جامع خطاب میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی اداروں میں عربوں اور مسلمانوں کے حقوق کے دفاع کے لیے مملکت کی حرص اور کوششوں کا بھرپور تذکرہ کیا۔

تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ مظلوموں کی مدد کریں، ضعفاء اور کمزوروں کی مدد و حمایت کریں، بے یارومددگار لوگوں کو سہارا دیں اور اللہ کی رضا کیلئے یہ کوششیں کرنے والے ہر صادق و مخلص شخص کا دست و بازو بنیں۔

مسلمانوں کی کوششوں کو ناکام بنانے والے، فتنہ و فساد کی خبریں پھیلانے والوں کی خبروں پر کان مت دھرو، یہ مخلص لوگوں کی کوششوں کو ناکام بنانے اور ان کی کامیابیوں کے تار و پود بکھیرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اہل قلم، ادباء اور دانشوروں پر لازم ہے کہ وہ میڈیا کے وسائل اور جدید ذرائع میڈیا پر عدل و انصاف کا بول بالا کریں۔ ظالموں، باغیوں اور انتہا پسندوں کے خلاف اپنے ملک کے علماء اور حکمرانوں کے ساتھ صف آراء ہو جائیں، اس سے ان کی کوششیں کامیاب اور مکمل ہوں گی۔ ان فتنوں، حادثات اور مشکلات کے حل کے لیے علماء، حکمرانوں اور مخلصین کی کوششوں کو تعاون اور قوت ملے گی، سب لوگوں کو اس ارشادِ ربانی کی تعمیل کرنی چاہیے۔

''یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اُسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آ جائے جو اِن کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں تم لوگوں پر اللہ کی مہربانی اور رحمت نہ ہوتی تو (تمہاری کمزوریاں ایسی تھیں کہ) معدودے چند کے سوا تم سب شیطان کے پیچھے لگ گئے ہوتے۔'' (النساء:83)

اے اللہ! دنیا بھر کے مسلمانوں کے حالات سنوار دے، اے اللہ! اے رب العالمین! فلسطین، شام، عراق، یمن اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی اصلاح فرما۔

.....

بقیہ مولانا محمد اسحاق بھٹی..ایک ملاقات

صاحب تشریف لے آئے اور ساتھی ہی بھٹی صاحب کا عزیز مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ سے بھٹی صاحب کی نئی کتاب تذکرہ مولانا محی الدین لکھویؒ حالات' خدمات' خاندان لے کر آیا۔ پھر یہی کتاب موضوع گفتگو بن گئی۔

کتاب بڑی جامع ۴۵۵ صفحات پر مشتمل ہے جس پر پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی صاحب نے بڑا جاندار اور شاندار مقدمہ لکھا ہے جو ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اب میں نے بھٹی صاحب سے اجازت چاہی مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ تشریف رکھیں' کتاب کا ابھی افتتاح ہونا ہے اور مٹھائی بھی آ رہی ہے۔ چنانچہ ان امور سے فارغ ہو کر واپس آیا۔

محترم بھٹی صاحب نے کتاب کا ایک نسخہ مجھے مرحمت فرمایا جسے میں سفر میں پڑھتا رہا اور خاندان لکھوی کے اسلاف و اخلاف کی خدمات پڑھ کر ان کے لیے دل سے دعائیں بھی نکلتی رہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ بھٹی صاحب نے حسب سابق اس کتاب کی تالیف و ترتیب میں بڑی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہم نے ہفت روزہ ''اہل حدیث'' میں اس پر تبصرہ بھی شائع کیا ہے۔

.....

تحریر

جناب رانا شفیق خاں پسروری

ایک روشن دماغ جو نہ رہا

حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی، حقیقتاً نابغۂ روزگار اور عبقری تھے۔ ایک بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے مداح دنیا کے ہر خطے میں موجود ہیں۔ پاکستان سے زیادہ ان کے چاہنے والے بھارت اور عرب ممالک میں نظر آئیں گے۔ ان پر لکھنے والوں کے کام اور ذات پر، پی ایچ ڈی، ایم فل اور ایم اے کے مقالے لکھے گئے (اور کئی جاری ہیں)۔ وہ علم و تحقیق کے میدان میں سرگرداں افراد کیلئے تو مرجع کی حیثیت رکھتے ہی تھے، عام لوگوں کیلئے بھی ایک شجر سایہ دار کی طرح تھے۔ خود ان کی بود و باش سادہ تھی مگر کتنے ہی لوگوں کی چپکے سے مدد و اعانت فرماتے رہتے۔ کئی لوگ ان کی سفارش سے اچھے عہدوں اور معزز مناصب پر فائز ہوئے اور کئی ان کی تحقیق و مطالعہ سے، علماء و سکالرز کی صفوں میں نمایاں مقام حاصل کر گئے۔ جو ان کی مجالس میں بیٹھتا وہ اپنی خوبی پر اتراتا پھرتا۔ کتنے لوگ تھے جو خواہش اور دعائیں کرتے کہ کسی طور بھٹی صاحب، ان کے بارے میں کچھ لکھ کر، ان کو ''تابندگی'' عطا کردیں۔ ان سے ملنے کی سعادت حاصل کرنے والوں کا کوئی شمار نہ تھا، نہ قطار تھی، ان تک کوئی بھی پہنچ سکتا تھا، وہ ہر ایک کیلئے آسانی اور محبت کی سوغات بانٹنے والے تھے۔ جو ایک بار بھی ملا یہ احساس لے کر اٹھا کہ وہ اسی کے ہیں کہ یوں اپنائیت اور اپنا پن نچھاور کرتے تھے۔ پتہ نہیں ''قسام ازل'' نے ان کو محبت و شفقت کے خزانے سے، کتنے ڈھیروں سے نواز رکھا تھا کہ ہر ایک کو پیار ہی پیار بانٹتے چلے جاتے۔ چہرے پر کبھی ترشی اور لہجے میں کبھی کسی کیلئے تلخی دکھائی نہیں دی۔ مجھے بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ میں ان کے چاہنے اور ملے والوں میں سے ہوں۔ میں بھی ان کی محبتوں اور شفقتوں کو حاصل کرنے والوں میں سے ایک ہوں۔ مجھے بھی ان سے تعلق خاطر کا شرف حاصل ہے اور یہ افتخار بھی کہ ''وہ گاہے گاہے خود بلا کر بھی مجھے اپنی ہم نشینی و لطافت سے نوازا کرتے تھے۔۔۔ میں اور برادر عزیز ڈاکٹر تنویر قاسم، اکٹھے حاضر ہوتے تھے، کبھی الگ الگ حاضری ہوتی تو ایک دوسرے کے بارے میں پوچھتے، مجھے فرماتے: ''چھوٹو رانا کتھے وے؟'' یعنی رانا تنویر قاسم کہاں ہے؟ وہ کیوں نہیں آیا' رانا تنویر قاسم جاتے تو پوچھتے ''وڈو رانا کتھے وے؟''۔۔۔ ہم جاتے تو دل کی باتیں شروع ہو جاتیں، دل کھول کر باتیں ہوتیں۔ بے تکلفانہ انداز سے وہ کہتے چلے جاتے اور ہم سمیٹتے چلے جاتے۔ علمی نکات تو ہوتے ہی تھے، لطائف بھی اُمڈتے چلے آتے، وقت کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔ چائے چلتی، کھانا ہوتا، پھر چائے آ جاتی، ہمیں ہی ان کے وقت کی گراں قدری کا احساس ہوتا تو اُٹھ آتے اور وہ باہر تک گلی میں کھڑے ہو کر پھر باتیں شروع فرما دیتے۔ ہم انہیں ادب و احترام سے کمرے کی طرف کرتے، وہ ہمارے کندھے پر ہاتھ رکھ کر باتیں کرتے کرتے ہمارے ساتھ قدم بڑھا دیتے، نظر آتا وہ نہیں چاہتے کہ مجلس ختم ہو، دل ہمارا بھی نہیں چاہتا تھا مگر ان کے قیمتی وقت اور وقت سے کشید ہونے والے قابل قدر کام کا احساس رہتا۔۔۔ کئی بار وہ روزنامہ پاکستان میں بھی تشریف لے آتے، یہاں ان کے مداح بہت تھے۔ جناب مجیب الرحمان شامی، قدرت اللہ چودھری، تنویر قیصر شاہد، خالد ہمایوں اور نصیرالحق ہاشمی ان کے ارادت مندوں اور مداحوں میں سے ہیں (اور بھٹی صاحب پر اپنے اپنے انداز میں لکھ بھی چکے ہیں) ایک بار بھارت سے ہندو زائرین کا ایک وفد ''پاکستان فورم'' میں آیا، ان میں ایک صاحب ''فرید کوٹ'' کے تھے، میں مولانا بھٹی کی اپنے آبائی علاقے سے محبت بخوبی جانتا تھا۔ میں نے بھٹی صاحب کو فون کیا تو اڑے چلے آئے، ان صاحب سے اپنے فرید کوٹ کے بارے کرید کرید کر پوچھنے لگے، ان کی آنکھوں کی چمک اور لہجے کا اضطراب، ان کے دل میں چھپی اپنے شہر سے محبت کی عکاسی کر رہا تھا۔۔۔ خانپور (ضلع رحیم یار خان) کے محترم قاری عبدالوکیل صدیقی مرحوم بھٹی صاحب کو اپنے ہاں بلانے کے خواہشمند تھے بھٹی صاحب اپنی کبر سنی اور علمی مشاغل کے باعث معذرت خواہ تھے، بہت اصرار کے بعد اس شرط پر مانے کہ ''اگر پسروری ساتھ ہوگا تو۔۔۔'' مجھے چار دن ان کی ہم راہی میں سفر کی سعادت میسر آئی، سخت گرمی کا موسم اور پھر قاری عبدالوکیل صاحب نے علاقے بھر میں پروگرام پر پروگرام رکھ دیئے تھے۔ میرے جیسا انسان گھبرا گیا مگر بھٹی صاحب کی پیشانی پر صرف مسکراہٹ تھی، بس ایک بار فرمایا: ''یار میری پنڈلی میں درد ہو رہا ہے''۔ میں نے عرض کیا ''لائیں، دبا دوں۔۔۔'' فرمانے لگے: ''نہیں، اس طرح دبوانے کی عادت پڑ جاتی ہے۔۔۔'' ایک 88 سالہ بوڑھے کے منہ سے یہ الفاظ عجیب تھے، مگر وہ بوڑھا، عام انسان نہیں تھا، وہ تو عبقری محمد اسحاق بھٹی تھا۔ میں نے پیغام ٹی وی کیلئے ان کا طویل ترین انٹرویو ''گاہے گاہے باز خواں'' کے عنوان سے کیا، یہ چینل کے ابتدائی ایام تھے، ہم صرف چار افراد تھے کام کرنے والے، سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں، پروگرام کی ریکارڈنگ عشاء کے بعد شروع ہوتی، سردیوں کی راتیں، اکثر گیارہ بارہ کا وقت ہو جاتا، وہ باقاعدگی سے تشریف لاتے اور اپنے سینے میں مدفون یادوں کے خزینے سے موتی نکال نکال کر نوازتے چلے جاتے۔۔۔ (اس کے بعد بھی، ان کے کئی پروگرام ریکارڈ ہوئے)۔ وہ رکشہ پر بیٹھ کر آتے اور جاتے تھے، ایک بار وہ مجھے ملنے تشریف لا رہے تھے کہ انہیں بند رکشہ کی جگہ چنگ چی ہی مل سکا، وہ اسی پر سوار ہو گئے، راستہ میں تیز رفتاری کی وجہ سے چنگ

برطانیہ سے مولانا شیر خان جمیل احمد کا تعزیتی پیغام موصول ہوا، وہ مجھے پرسہ دے رہے تھے اور پوچھ رہے تھے ''اب آپ کو ساگ کون کھلائے گا؟'' میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے، میں ان کو کیا جواب دیتا، کوئی بتا سکتا ہے تو بتائے میں کیا کہوں؟

باقی صفحہ 17 پر

مؤرخ اہل حدیث

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ سے ایک ملاقات

تحریر: بشیر انصاری (ایم اے)

مؤرخ اہل حدیث اور صاحب طرز ادیب حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ سے میرے دیرینہ دوستانہ اور برادرانہ مراسم تھے۔ کئی مسائل میں ان کی رہنمائی ہمیں حاصل رہی۔ اس ضمن میں ان سے گاہے بگاہے ملاقاتیں رہیں۔ میری تین کتابوں پر انہوں نے حرف چند بھی لکھے ہیں۔

اگست ۲۰۱۵ء کے آخر میں' میں سفر کینیڈا سے واپس آیا تو ملاقات ضروری تھی۔ جانے سے پہلے مناسب سمجھا کہ ٹیلیفون کر لیا جائے مبادا کہیں گھر سے باہر نہ گئے ہوں۔ فون کیا' ان کے بھائی محمد سعید بھٹی صاحب سے بات ہوئی تو فرمایا کہ آجایئے' بھٹی صاحب گھر پر ہی ہیں۔ چنانچہ نصف گھنٹہ میں ہم ان کی رہائش پر پہنچ گئے۔ سات ستمبر عصر کے بعد کا وقت تھا۔ معانقہ اور سلام دعا ہوئی' خیر وعافیت دریافت کی' یہ کوئی اوّلین ملاقات نہ تھی۔ بے شمار ملاقاتیں ہوئیں کبھی ان کی روداد نہیں لکھی۔ خدا جانے اس ملاقات کے احوال لکھنے کی کیوں ترغیب ہوئی۔ شاید یہ آخری ملاقات ثابت ہونا تھی۔ خیر سفر کینیڈا کے احوال پوچھتے رہے۔ کہنے لگے' وہاں کے دینی حالات کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تین چار مساجد میں نماز جمعۃ المبارک ادا کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہاں خطیب صاحب اور نمازیوں کو سنت کے مطابق نماز پڑھتے دیکھا۔ رفع الیدین بھی کرتے ہیں' آمین بالجہر بھی کہتے ہیں۔ کوئی فرقہ بندی نہیں ہے' سبھی لوگ اکٹھے نمازیں پڑھتے ہیں۔ خطبات میں بھی کتاب وسنت کی روشنی میں بات کی جاتی ہے۔ میں اپنی زیر ترتیب کتاب ''اہل حدیث صحافت پاکستان میں'' کی کمپوزنگ ساتھ لے گیا تھا تاکہ اس پر مقدمہ لکھنے کی زحمت دی جائے' چنانچہ انہوں نے ''حرف چند'' لکھ دیا ہے۔

سب سے پہلے انہوں نے رسائل کی فہرست پر نظر ڈالی اور ایک دو رسائل کی نشاندہی فرمائی جن کا تذکرہ کتاب میں موجود نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ آپ مزید پرچوں کی نشاندہی فرمائیں کیونکہ آپ نے ایک طویل عرصہ اسی دشت کی سیاہی میں گزارا ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ آپ نے بڑی محنت سے رسائل وجرائد کے اہداف اور مدیران کرام کا تعارف پیش کیا ہے مگر ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ کوئی شخص بھی کتاب دیکھ کر آپ کو تحسین یا شکریہ کا خط نہیں لکھے گا جب کہ آپ نے ان کا بڑے اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا ہے اور ان کے پرچے کے اہداف پر قلم اٹھایا ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔ میں نے شخصیت نگاری پر متعدد کتابیں لکھی ہیں مگر کوئی شخص تحسین اور حوصلہ افزائی کا خط نہیں لکھتا۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کی رضا کے لیے کام کرنا چاہیے۔ فرمایا کہ یہ بات درست ہے کہ اللہ کی رضا ہی پیش نظر ہونی چاہیے مگر دوستوں کی حوصلہ افزائی سے مزید کام کرنے کو دل چاہتا ہے۔

انہوں نے ایک دوست کی بڑی حوصلہ شکن بات بتائی کہ انہوں نے اپنے ایک عالم دین دوست کو خط لکھا کہ آپ میری زیر ترتیب کتاب کے لیے اپنے حالات زندگی بھیج دیں لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ ایک اور خط لکھ دیا' پھر بھی جواب سے محروم رہا اور بڑا افسوس ہوا کہ ان سے میرے اچھے تعلقات بھی ہیں پھر بھی انہوں نے میرے خط کا جواب تک دینے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز اتفاقاً وہ مجھے اردو بازار میں مل گئے۔ سلام دعا کے بعد میں نے پوچھا کہ میرے خط مل گئے ہیں؟ کہنے لگے میں ملک سے باہر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خط تو مل گئے ہیں ملک سے باہر رہنے کی وجہ سے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ اب تو ملک میں آگئے ہیں؟ اس پر وہ پریشان ہوئے۔ خلاف معمول میری کچھ کڑوی سی باتیں بہت سے دوستوں نے سنیں مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ خیر میں السلام علیکم کہہ کر چلا آیا۔ اب بھٹی صاحب فرمانے لگے کہ لٹریچر کی اشاعت جماعتوں کا کام ہوتا ہے جن کے پاس وسائل ہوتے ہیں اور نکاسی کے لیے ذرائع بھی۔ پھر فرمایا کہ مجھے تسلیم ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان بہت بڑی اور اہل حدیث کی نمائندہ جماعت ہے مگر دوسرے گروپوں کے پاس بھی کچھ نہ کچھ علماء اور کارکن احباب موجود ہیں۔ اگر تمام جماعتیں اکٹھی ہو جائیں تو اہل حدیث بہت بڑی قوت بن سکتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس سلسلہ میں کوششیں ہوتی رہی ہیں' اب بھی اس سے کسی کو انکار نہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے۔

بھٹی صاحب نے تاریخ کے ورق الٹتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز مولانا سید محمد داود غزنویؒ نے مجھے حکم دیا ''مولوی اسحاق! تیار رہو' آج جماعت کے تنظیمی سلسلہ میں جھنگ جانا ہے۔'' میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں۔ چنانچہ ظہر کی نماز پڑھ کر چل پڑے۔ بھائی پھیرو تک محترم مولانا وظائف میں مصروف رہے اور میں خاموش رہا۔ پھر مولانا نے ارشاد فرمایا: ''مولوی اسحاق! کوئی بات کرو' خاموش بیٹھے ہو۔'' میں نے عرض کیا کہ آپ کی موجودگی میں میں کیا بات کروں؟ فرمایا کہ ''میری موجودگی میں بات کرنا کوئی گناہ ہے؟'' میں خاموش رہا۔ پھر چند لمحوں کے بعد میں نے عرض کیا کہ آپ نے پنجاب کانگریس کی صدارت سے استعفیٰ کیوں دیا تھا؟ فرمانے لگے کہ ''پاکستان بنتا سامنے نظر آ رہا تھا' میرے اس فیصلے اور بیان کی اہمیت کے پیش نظر بی بی سی نے بھی اسے نشر کیا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اس فیصلے کا ردّ عمل کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ مسلم لیگی حلقوں میں بے حد سراہا گیا۔ البتہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے مجھ سے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھ سے مشورہ تو کر لیتے' اس سے آپ کو فائدہ ہوتا۔ میں نے کہا کہ استخارہ کر لیا تھا۔ چند دنوں بعد پھر مولانا آزاد مرحوم سے ملاقات کے لیے حاضر ہوا تو حسب سابق مجھے اپنے خصوصی کمرے میں لے گئے اور دیر تک گفتگو کرتے رہے اور بڑے اچھے انداز میں مجھے الوداع کہا۔'' جھنگ کے لیے ہمارا سفر جاری تھا کہ چند لمحے خاموشی رہی پھر فرمایا کہ ''مولوی اسحاق! جماعتوں میں نظم قائم کرنا مشکل کام ہے۔ آج ہم اسی مقصد کے لیے جھنگ جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔''

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

باقی صفحہ 9 پر

آہ! مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

تحریر: جناب حافظ عبدالرؤف جانباز

[مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ]

یہ مقولہ جماعت اہلحدیث کی نامور شخصیت، مؤرخ اہلحدیث ''مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ'' کے لیے جو ۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار تقریباً ۹۰ برس کی عمر میں دُنیا فانی چھوڑ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، ماضی قریب اور موجودہ دور میں جن صاحب فضل و کمال اور مؤرخین نے نام کمایا اور مایہ ناز مستند تاریخی کتب تصنیف کیں ان میں لائق صد احترام ممتاز عالم دین، بہت بڑے محقق ''مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ'' کا نام آتا ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کے حالات و واقعات کو قلم بند کرنا اور انکی جماعتی اور تصنیفی خدمات کو احاطہ تحریر کرنا معمولی کام نہیں۔ انہیں تاریخی و تحقیقی موضوعات سے جنون کی حد تک عشق تھا، جب انہوں نے تاریخ و تحقیق پر کام شروع کیا تو انکا یہ تخلیقی سفر سادگی، سلامت روی اور ثابت قدمی سے جاری و ساری رہا۔ تاریخ، تحقیق اور ادب پر انکے قلم کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ جو کچھ لکھتے وہ ایک ادبی شاہکار بن جاتا۔ ان کی غیر معمولی ادبی و علمی صلاحیتوں کا عکس ان کی تحریروں میں نمایاں دکھائی دیتا ہے، جس نے ایک بار ان کو پڑھا پھر وہ ان کا مداح ہو گیا۔ آپ بیک وقت ممتاز عالم دین، بہترین ادیب، ذمہ دار صحافی، دیانت دار مؤرخ، بے نظیر نثر نگار، لاجواب خاکہ نویس اور مثالی داستان گو تھے۔ آپ کی تحریروں کو پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے جیسے وہ ان گلیوں، بازاروں میں گھوم رہا ہے یا ان کھیت کھلیانوں کی سیر کر رہا ہے اور ان مجلسوں اور پاک باز ہستیوں کی صحبت سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ نے جن علمائے کرام اور اساتذہ کرام سے استفادہ کیا آپ میں انکا عکس نظر آتا تھا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کی شخصیت کا مکمل احاطہ ان سطور میں ممکن نہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی نابغہ روزگار شخصیت کا مکمل تعارف کرایا جائے، ان کی خوبیوں اور کمالات کو یک جا کیا جائے۔ ان کے اسلوب نگارش پر سیر حاصل بحث کی جائے اور آنے والی نسلوں کیلئے اسے محفوظ کر دیا جائے۔

نام ونسب اور ولادت:

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء کو کوٹ کپورہ مشرقی پنجاب ریاست فرید کوٹ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ انکے والد گرامی کا نام میاں عبدالمجید اور دادا جی کا نام میاں محمد تھا۔ میاں محمد نہایت نیک اور متورع انسان تھے۔ دین داری، تقویٰ و صالحیت اور ورع و عفاف کے زیور سے آراستہ تھے۔ وہ اپنے دل میں اسلام کی سچی محبت اور جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے اس پوتے (مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ) کو شروع دن سے ہی علم و عمل کی راہ پر ڈال دیا اور اسلامی تقاضوں کے عین مطابق اسکی تربیت کرنا شروع کر دی تھی۔ نماز کیلئے وہ انہیں بھی اپنے ساتھ مسجد میں لیکر جاتے۔ ۸ سال کے تھے کہ دادا جی نے گھر پر ہی ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔

تعلیم وتربیت وابتدائی حالات:

سن ۱۹۳۳ء میں جب مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ ابھی چوتھی جماعت کے طالبعلم تھے کہ ایک دن دادا جی انہیں لیکر جید عالم دین شارح سنن نسائی'' مولانا عطاء اللہ حنیفؒ'' کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ازراہ کرم اسے قرآن مجید کا ترجمہ اور تاریخ اسلام کے علاوہ اس کے فہم کے مطابق دینی مسائل کی کتب پڑھا دیا کریں۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ اس وقت کوٹ کپورہ کی جامع مسجد میں خطیب تھے اور انہوں نے یہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ چنانچہ بھٹی صاحب، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ سے ترجمہ القرآن اور قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کی شہرہ آفاق کتاب ''رحمۃ للعالمین'' پڑھنے لگے، انہوں نے اڑھائی تین ماہ میں کتاب ''رحمۃ للعالمین'' کو پڑھ لیا، اسکے علاوہ انہوں نے دینیات کی بعض دوسری کتب بھی پڑھنا شروع کر دیں۔ آپ ذہین طبع طالب علم تھے، حافظہ قوی تھا جو سبق پڑھتے مستحضر ہو جاتا۔ ان کے استاد گرامی مولانا عطاء اللہؒ اپنے اس ہونہار اور لائق شاگرد سے بہت خوش تھے۔ مولانا عطاء اللہؒ کی خدمت میں رہ کر بھٹی صاحبؒ نے مروجہ علوم وفنون اور تفاسیر واحادیث کی کتب پڑھیں۔ تحصیل علم کیلئے وہ مرکز الاسلام ''لکھوکے'' میں مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی خدمت میں رہے اور دوسال جامع مسجد گنبد والی فیروز پور میں زیر تعلیم رہے۔ سن ۱۹۴۰ء میں مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کے حکم پر گوجرانوالہ کا رخ کیا اور دوسال امام المحدثین مولانا حافظ محمد گوندلویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی خدمت میں رہ کر بخاری و مسلم شریف اور بعض دوسری کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

تحریک آزادی اور قید وبند:

برصغیر میں جب تحریک آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو بھٹی صاحبؒ اس تحریک کے سرگرم کارکن تھے۔ آپ نے تحریک آزادی میں بھرپور حصہ لیا اور قیام پاکستان کیلئے مسلسل جدوجہد کی۔ ۱۴، ۱۵ برس کی عمر میں سیاسی اور مذہبی جلسوں میں شریک ہونے لگے تھے۔ ۱۹۳۹ء میں پہلی مرتبہ اور جون ۱۹۴۶ء کو دوسری مرتبہ گرفتاری دے کر فرید کوٹ جیل میں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ وہ ہمیشہ عزم واستقلال سے تحریک کو آگے بڑھانے میں سرگرم عمل رہے۔ مشکل اور ناگفتہ بہ حالات بھی ان کی راہ میں حائل نہ ہو سکے۔

پاکستان کی طرف ہجرت:

فرید کوٹ سے پاکستان کی طرف ہجرت کی داستان کے بارے میں مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''نقوش عظمتِ رفتہ'' اور ''خودنوشت سوانح حیات'' میں لکھتے ہیں کہ جب ہم گھر سے نکلے تو کوئی چیز ہمارے پاس نہ تھی، نہ کوئی کپڑا، نہ کوئی برتن، میری عربی، اردو، فارسی کی ۳۰۰ سو کے قریب کتابیں تھیں وہ بھی وہیں رہ گئیں اور دو سندیں بھی جو مشفق ترین اساتذہ نے اس کم علم اور بے عمل کو عطاء فرمائی تھیں، کتابوں میں ہی رہ گئیں۔ ۲۱ اگست ۱۹۴۷ء کو چھوٹے بڑے ایک سو تیس افراد کے ساتھ اپنے آبائی گھر سے صبح پانچ بجے بذریعہ ٹرک روانہ ہوئے

اور شام کے تقریباً آٹھ بجے قصور (پاکستان) پہنچے۔ ۴۵ میل کا یہ سفر ہم نے ٹرک کے ذریعے پندرہ گھنٹے میں طے کیا۔ میرے والد ماجد اور دوسرے بہت سے رشتے دار وہیں رہ گئے تھے، وہ تمام حضرات بہت بڑے قافلے کے ساتھ ہم سے ٹھیک ایک ماہ بعد ۲۰ ستمبر کو کوٹ کپورہ سے روانہ ہوئے اور مختلف مصائب میں مبتلا ہو کر ۳۰ ستمبر ۱۹۴۷ء کو گنڈا سنگھ قصور (پاکستان) پہنچے۔

پاکستان میں اولین مسکن:

اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ اپنے خاندان کے ہمراہ چک نمبر ۵۳ گ ب منصور پور تحصیل جڑاں والا (فیصل آباد) آگئے تھے اور انہوں نے اس گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔ ریاست فرید کوٹ میں یہ خاندان دینی اور دنیوی لحاظ سے خوش حال تھا، ان کے خاندان کے بہت سے دوسرے افراد وہاں ٹرانسپورٹ کا کام کیا کرتے تھے اور انکی ذاتی بسیں اور ٹرک چلتے تھے۔ تقسیم کے بعد انہیں سب کچھ وہیں چھوڑ کر آنا پڑا۔ یہاں آکر وہ ابتداء میں کٹھن حالات سے دو چار ہوئے۔ وہ دور ہی کچھ ایسا تھا کہ انڈیا سے پاکستان آنے والا ہر شخص مصائب و آلام اور مشکلات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہمارے ممدوح مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحبؒ اور انکے خاندان کے عالی قدر افراد صبر و استقامت کے ساتھ اس مرحلے سے گزرے اور انہوں نے حوصلے اور ہمت سے اس مشکل وقت کو گزارا۔

جلیل القدر اساتذہ کرام:

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ نے اپنے تعلیمی سفر میں جن نامور اساتذہ کرام سے اکتساب علم کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ، مولانا حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا حافظ محمد اسماعیل سلفیؒ۔ ان گرامی قدر اساتذہ کے علاوہ بھٹی صاحبؒ نے جن مشہور زعماء سے علمی استفادہ کیا اور تحریر و نگارش کی تربیت حاصل کی ان میں ایک مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ اور دوسرے مولانا محمد حنیف ندویؒ تھے۔

عملی زندگی کا آغاز:

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ نے درسیات سے فراغت کے بعد تقریباً ۱۹۴۲ء میں عملی زندگی کا آغاز کیا اور اُس وقت سے لے کر وفات تک اپنی عمر تصنیف و تالیف میں صرف کر دی۔ آپ کئی رسائل و جرائد کے ایڈیٹر بھی رہے۔ درج ذیل سطور میں اختصار کے ساتھ ان کی مساعی جمیلہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

بھٹی صاحبؒ ''الاعتصام'' کے پندرہ سال مدیر رہے، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے مجلّہ ''المعارف'' کے بائیس سال مدیر رہے اور ہفت روزہ ''توحید'' کی کئی ماہ تک ادارتی ذمہ داریاں نبھائیں، ہفت روزہ اہل حدیث کے بھی مدیر رہے جبکہ ایک سال آٹھ ماہ سہ روزہ ''منہاج'' کی ادارت کی۔

مضامین و مقالات:

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کے بے شمار مضامین و مقالات متعدد رسائل و جرائد میں شائع ہوئے، جبکہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اردو ''انسائیکلوپیڈیا آف اسلام'' میں مختلف موضوعات پر تقریباً تیس مقالات لکھے۔

تصنیف و تالیف:

محمد اسحاق بھٹی صاحبؒ نے تصنیف و تالیف میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ انکی تالیف کردہ کتابوں کی فہرست طویل ہے مگر ان کی جو شہرہ آفاق کتابیں ہیں وہ یہ ہیں: ''تاریخ فقہائے ہند'' جو دس جلدوں پر محیط ہے۔ ''برصغیر میں اہلحدیث کی آمد، نقوش عظمتِ رفتہ، کاروانِ سلف، بزم ارجمنداں، قافلہ حدیث، ہفت اقلیم، اہلحدیث خدام القرآن، ارمغان حدیث، اسلام کی بیٹیاں، قصوری خاندان، میاں فضل حقؒ اور ان کی خدمات، تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ، قابل تحسین کتابیں ہیں۔

جماعتی وابستگی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کا قیام:

جولائی ۱۹۴۸ء میں مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کو مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان سے وابستگی کا شرف حاصل ہوا اور مولانا داؤد غزنویؒ کی زیر قیادت جماعتی کام کرنے کا موقع ملا۔ ''الاعتصام'' کے ایڈیٹر کی حیثیت سے صحافتی میدان میں خدمات انجام دینے کا موقع ملا اور جماعت کے سیکڑوں اکابر علماء سے میل ملاقات کے مواقع میسر آئے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ کا شمار مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے بانی ارکان میں ہوتا ہے۔

مولانا داؤد غزنویؒ سے تعلق خاطر:

مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ نے ۸ دسمبر ۱۹۴۸ء سے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم دفتر کی حیثیت سے کام کا آغاز کیا تھا۔ وہ پندرہ سال مولانا داؤد غزنویؒ کی وفات ۱۶ دسمبر ۱۹۶۳ء تک انکی خدمت میں رہے۔ مولانا داؤد غزنویؒ کے ساتھ ملکر انہوں نے جماعت کی تعمیر و ترقی کیلئے بہت کام کیا۔

تنظیم جمعیت طلباء اہلحدیث کا قیام:

۱۹۴۹ء میں جماعت اہلحدیث کے نوجوانوں کی تنظیم ''جمعیت طلباء اہلحدیث'' کا قیام عمل میں آیا تو اس سلسلے میں بھٹی صاحبؒ نے اپنے رفقاء مولانا حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ مولانا ابوبکر صدیقؒ اور مولانا خلیل اثریؒ کے ہمراہ پنجاب کے بعض علاقوں کے طوفانی دورے کئے اور جماعت اہلحدیث کے نوجوانوں کو جماعتی کاموں میں متحرک کیا اور انکی تنظیم سازی کی۔

الغرض مولانا کی جماعت اور دین کی سربلندی کے لیے خدمات اس قدر زیادہ ہیں جسکا کوئی کنارہ نہیں۔ آخر میں ہم مولانا بھٹی صاحبؒ کی ۶۵ سالہ علمی، دینی، تاریخی، صحافتی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بدست دعا ہیں کہ اللہ رب العزت انکی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ (آمین) .....

بقیہ ردِّ قادیانیت.....علمائے اہلحدیث

۱۸۔ کشف الحقائق یعنی روئیداد مناظرات قادیانیہ:

یہ کتاب ان مناظروں کی روئیداد پر مشتمل ہے جو ماہ جون ۱۹۲۳ء کو سیالکوٹ میں علماء اہلحدیث اور قادیانیوں کے مابین ہوئے تھے۔ اس کتاب میں فریقین کے دلائل جمع کر دیئے گئے ہیں۔ (اہلحدیث یکم ستمبر ۱۹۳۳ء)

۱۹۔ فیصلہ ربانی بر مرزائے قادیانی (پنجابی نظم)

اس پنجابی نظم میں مرزا قادیانی کی موت کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ (اہلحدیث امرتسر ۱۰ نومبر ۱۹۳۳ء)

۲۰۔ تردید مغالطات مرزائیہ:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے عقائد پر تنقید کی گئی ہے۔ (صفحات ۸، سن اشاعت ۱۹۵۲ء۔)

۲۱۔ قادیانی مذہب:

یہ رسالہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کے ایک اشتہار کا جواب ہے۔ (صفحات ۱۶، سن اشاعت ۱۹۴۸ء)

باقی آئندہ

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

تحریر: جناب مولانا محمد عظیم حاصل پوری

22 دسمبر 2015ء کی صبح نماز کے بعد موبائل فون بند کر کے کچھ لکھنے بیٹھ گیا' ساڑھے 9 بجے کے لگ بھگ موبائل فون آن کیا تو یہ میسج پڑھ کر سکتہ طاری ہو گیا کہ مؤرخ اسلام' مصنف کتب کثیرہ' تحریک آزادی کے گمنام سپاہی' حلقۂ علم ودانش کے محور مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب رضائے الٰہی سے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! پھر تو یہ خبر جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی' ہر طرف سے پیغامات وصول ہونے لگے۔ گویا ہر علم دوست اپنا اپنا غم ہلکا کرنے کے لیے دوسرے کو اطلاع دے رہا تھا تاکہ اپنے غم میں سب کو شریک کر سکے۔ قحط الرجال کے دور میں ایسے افراد کا اٹھ جانا یقیناً ناقابل تلافی نقصان ہے مگر رضاء الٰہی سمجھ کر اسے قبول کیے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں۔

جنگل میں اتنی خاموشی پہلے تو کبھی نہ تھی
اے کارواں ٹھہر، کوئی ساتھی بچھڑ گیا شاید

جس طرح گلشن میں رنگا رنگ کے پھول کھلتے ہیں اور پھر مرجھا جاتے ہیں، ان میں کچھ پھول ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی خوشبو مرجھانے کے بعد بھی رہتی ہے' ایسے ہی ہمارے موصوف محترم مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ اگرچہ اس گلشن حیات کو چھوڑ کر چل بسے ہیں لیکن ان کی یادیں اور باتیں انہیں دوستوں اور قرطاس تاریخ میں زندہ وتابندہ رکھیں گی۔

جو بادہ کش تھے پرانے اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

گوجرانوالہ جامعہ اسلامیہ سلفیہ سے 2009ء میں مجلّہ المکرّم کا آغاز کیا تو پہلا شمارہ ملتے ہی مؤرخ اہلحدیث' ذہبیٔ دوراں مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ نے فون کیا' راقم کا تعارف دریافت کیا اور فرمانے لگے کہ

''آپ کا میگزین المکرّم گوجرانوالہ سے مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ اور مولانا حکیم محمود سلفی رحمہ اللہ کی یادگار مسجد مکرم سے جاری کرنے پر میں آپ' آپ کی ٹیم اور خصوصاً حافظ اسعد محمود سلفی حفظہ اللہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کی مسلسل اشاعت کے لیے دعا گو رہوں گا اور جلد ایک خط بھی مبارک باد کا حاضر خدمت کروں گا۔''

پھر آپ نے جون 2010ء کو خط بھی لکھا جو مجلّہ المکرّم کے شمارہ نمبر 6 میں شائع بھی کیا گیا۔ راقم کی موصوف سے یہ پہلی اور آدھی ملاقات تھی۔

آپ کی کتب کا مطالعہ تو اکثر رہتا تھا' سوانح عمری کی ترتیب اور تاریخی مضامین کی تدوین سے تو جنون کی حد تک آپ کو عشق تھا' اور اردو ادب میں قلم پر اس قدر گرفت تھی کہ جب بھی آپ لکھتے تو برسوں پہلے کا واقعہ اس شائستگی سے لکھتے کہ جیسے اس واقعہ کے وقوع کے وقت آپ وہاں ہی موجود تھے۔ ہر تحریر پڑھنے کے وقت خواہش ہوتی کہ نہ جانے کب آپ کی زیارت ہو گی' لیکن ایک دن وہ بھی آ گیا۔ 2011ء کے آخر کی بات ہے کہ راقم ایک دن لاہور میں مکتبہ اسلامیہ کے سرپرست جو کہ علم دوستی میں خاصہ نام رکھتے ہیں برادرم محمد سرور عاصم صاحب کے پاس بیٹھے گفتگو ہو رہی تھی کی اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے' نورانی روحانی اور باریش چہرے والے یہ بزرگ کاؤنٹر پر سرور صاحب سے کھڑے کھڑے شاید کسی ناشر کا کچھ شکوہ کر رہے تھے اور میں ان کی بات بڑی توجہ سے سننے لگا' بات ختم کی اور چل دیئے' دکان کی سیڑھی سے پھر واپس آئے اور فرمانے لگے:

''سرور صاحب! آپ بڑا دفاع کر رہے ہیں اپنی برادری کا..... لیکن سن لو ''ناشر ہو یا پبلشر'' شر تو دونوں میں ہوتا ہے..... یہ بات کہہ کر مسکراتے ہوئے چل دیئے۔''

میں نے جلدی سے پوچھا سرور صاحب! یہ کون بزرگ تھے تو فرمانے لگے کہ یہی تو تھے مؤرخ اہلحدیث مولانا اسحاق بھٹی صاحب۔ یہ تھی بندۂ راقم کی پہلی ملاقات کہ جس میں آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ مجھے یہاں ایک شاعر کا شعر یاد آ رہا ہے:

شرافت بھی عجیب چیز ہے دوست
شر بھی ہے اس میں اور آفت بھی

اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو بیشمار اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا۔ ہنس مکھ چہرہ، حسد سے پاک سینہ، خوش اخلاقی وملنساری، ہر ایک سے محبت' خوش الحان اور خوش مزاج تھے' مجھے انٹرنیٹ پر حافظ عثمان بن خالد مرجالوی نے یہ تحریر بھیجی تھی کہ موصوف رحمہ اللہ مرید کے ایک پروگرام میں تشریف لائے' میں بھی اس میں شریک تھا' آپ اپنی گفتگو میں فرمانے لگے:

''میں کوئی اتنا خطیب تو نہیں..... نہ مجھے کوئی تقریر کے لیے بلاتا ہے..... قلم میرا ہتھیار ہے..... قرطاس میدان..... بس ایک گوشے میں تنہا بیٹھ کر لکھتا رہتا ہوں..... میں کبھی پیر کے پاس نہیں گیا..... پر آج مرید کے آنا پڑ گیا ہے..... یہ باتیں کہہ کر آپ مسکرانے لگے.....۔''

۱۴۲۸ھ کی بات ہے کہ رانا حکیم مدثر محمد خان (سمندری والے) راقم کے پاس تاج مسجد میں آئے اور فرمانے لگے کہ مولانا اسحاق بھٹی صاحب دبستان حدیث کتاب تحریر فرما رہے ہیں اور انہوں نے بندہ کی ذمہ داری لگائی ہے کہ حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب کے حالات لکھ کر یا لکھوا کر دیں تو میں نے ذمہ داری قبول کر لی ہے' اب آپ ساتھ چلیں مگر استاد محترم کے پاس جا کر کہنے کی بالمشافہ جرأت نہ ہوئی۔ ہم مولانا محمد مالک جھنڈر صاحب کے پاس پہنچے تو آپ کے مشورے پر رانا صاحب نے خط لکھ کر حالات زندگی کا مطالبہ کیا، جس پر حافظ صاحب نے اپنی سوانح عمری لکھ کر رانا مدثر صاحب کو سمندری بھیج دی اور ساتھ اپنے ان شاگردوں کے نام بھی کاپی کر کے پوسٹ کیے جنہوں نے آپ سے سند اجازہ لی تھی جنہیں مدثر صاحب نے مولانا اسحاق بھٹی صاحب کو پہنچا دیا۔ بھٹی صاحب نے جو دبستان حدیث میں آپ کی سوانح پر تفصیل سے مضمون لکھا ہے یہی مضمون اس کا اصل مآخذ تھا۔ بھٹی صاحب نے دبستان میں ہمارے شیخ نورپوری رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے چند ایک شاگردوں

کا بھی نام درج کیا ہے جن میں راقم کا بھی ذکر کیا ہے۔

آپ کی زندگی کا یقیناً یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے برصغیر کے جلیل القدر علماء خصوصاعلماء اہل حدیث کے حالاتِ زندگی اوران کے علمی وادبی کارناموں کو اپنی کتابوں میں محفوظ کردیا ہے'یعنی آپ نے 40 کے لگ بھگ کتب تصنیف کیں اور ان کتب ومضامین کے تقریباً پچاس ہزار صفحات بنتے ہیں۔ ان کی چند ایک معروف کتب یہ ہیں:

نقوش عظمت رفتہ' بزم ارجمنداں' کاروان سلف' قافلہ حدیث' گلستان حدیث' دبستان حدیث' تذکرہ قاضی سلیمان منصور پوری' تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی' تذکرہ صوفی محمد عبداللہ' تذکرہ مولانا احمد الدین گکھڑوی' قصوری خاندان' ارمغان حنیف' تذکرہ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ' برصغیر میں علم فقہ' برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش' برصغیر میں اہل حدیث کی آمد' فقہائے پاک وہند (دس حصے)' تذکرہ محدث روپڑی' برصغیر کے اہل حدیث خدام قرآن' ہفت اقلیم' برصغیر میں اہل حدیث کی اولیات' برصغیر میں اہل حدیث کی تدریسی خدمات' چمنستان حدیث' اسلام کی بیٹیاں۔

ہمارے ممدوح وموصوف کا مختصر تعارف' مولانا محمد اسحاق بھٹی بن عبدالمجید بن میاں محمد بن دوست محمد بن منصور بن خزانہ بن جیوا' آپ کی پیدائش 15 مارچ 1925ء کو کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ ضلع فیروز پور) مشرقی پنجاب میں ہوئی۔

آپ نے پانچ سال کی عمر میں دادا مرحوم سے قرآن مجید ناظرہ اور اردو لکھنا پڑھنا شروع کیا' دینی تعلیم حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانیؒ' حافظ محمد گوندلویؒ' مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور اس کے علاوہ انہوں نے کئی اور علماء سے درس قرآن وحدیث لیا۔

تحریک آزادی میں بھی آپ نے اہم کردار ادا کیا' آپ نے اپنی ریاست کی "پرجا منڈل" میں شمولیت اختیار کرلی جس کے صدر اس زمانے میں گیانی ذیل سنگھ تھے۔ اس سلسلے میں آپ کو کئی مصائب اٹھانا پڑے تھے تحریک آزادی کے سلسلے میں آپ کئی بار جیل بھی گئے جیل کا ایک واقعہ آپ نے اپنی کتاب نقوش عظمت رفتہ میں درج کیا ہے۔' فرماتے ہیں کہ

فرید کوٹ کے داروغہ جیل کا نام عجائب سنگھ تھا، بہت شریف اور نرم آدمی تھا، حتی الامکان کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا تھا، ایک دن دس بجے کے قریب وہ ہمارے پاس آیا اور کہا: میں صابن بھیج رہا ہوں، مہربانی کر کے آج آپ اپنے کپڑے دھولیں۔ ہم اس پر متعجب ہوئے کیونکہ آج صابن ملنے والا دن تو نہیں تھا، دوسرے دن دس بجے کے قریب عجائب سنگھ آیا اور کہا: مہربانی فرما کر میرے ساتھ چلیے وہ ڈیوڑھی میں لے گیا، ہم نے دیکھا کہ ایک گورے چٹے صاحب وہاں تشریف فرما ہیں، ان کے ساتھ ریاست کے چیف سیکرٹری رام سنگھ بیٹھے ہیں، ہمیں دیکھ کر یہ دونوں کھڑے ہوگئے اور سب سے ہاتھ ملائے۔ کھدر پوش آدمی نے چیف سیکرٹری سے کہا: آپ تشریف لے جائیے میں ان سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

میں سمجھا کہ یہ بھیم سنگھ سچر ہوں گے لیکن انہوں نے بتلایا: میرا نام سیف الدین کچلو ہے اور میں پنجاب کانگریس کا صدر ہوں۔ میں نے ان سے کہا: پنجاب کانگریس کے صدر تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ نئے انتخاب میں مولانا داؤد غزنوی صدر نہیں رہے اور اب یہ ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی ہے۔ ڈاکٹر کچلو نے بتایا کہ باہر تحریک زوروں پر چل رہی ہے، یہاں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے کانگریس ہائی کمان نے مجھے یہاں بھیجا ہے، ایک دو دن میں پنڈت جواہر لال نہرو یہاں آرہے ہیں، وہ مہاراجہ سے گفتگو کریں گے، پرجا منڈل کے مطالبات مان لئے جائیں گے اور آپ لوگوں کو رہا کردیا جائے گا۔

کچھ عرصے بعد پنڈت نہرو فرید کوٹ آئے لیکن ریاست میں دفعہ 144 نافذ تھی۔ وہ بذریعہ ریل آئے، بہت بڑا ہجوم ان کے استقبال کے لئے فرید کوٹ کے ریلوے اسٹیشن پر جمع تھا، وہ ہجوم کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے شہر میں داخل ہونے لگے تو فیروز پوری دروازے پر ایک ہندو مجسٹریٹ کھڑا تھا، اس نے ان کو کاغذ دکھایا اور کہا کہ شہر میں دفعہ 144 نافذ ہے، آپ اندر نہیں جاسکتے۔ پنڈت جی نے کاغذ کا وہ پرزہ ان کے ہاتھ سے پکڑا اور اسے پھاڑ کر زمین پر پھینکتے ہوئے کہا: ہم اس طرح کے کاغذ کے پرزوں کو اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ پھر ہجوم سے مخاطب ہوکر بولے: بڑھو نوجوانو! اس کے بعد وہ غلہ منڈی گئے اور وہاں جا کر تقریر کی۔ بعد ازاں راجہ فرید کوٹ ہرانمدر سنگھ نے اپنی کار بھیجی اور پنڈت جی کو اپنے محل میں آنے کی دعوت دی۔ وہ وہاں گئے اور دونوں نے باہم بات چیت کی جس کے نتیجے میں ہمیں رہا کردیا گیا۔

پاکستان ہجرت کے بعد آپ پر کیا بیتی؟ آپ نے اپنی خودنوشت میں لکھا ہے کہ: 14 اگست 1947ء کو ملک تقسیم ہوگیا تو 21 اگست 1947ء کو ہم اپنے قدیم مسکن سے نکلے اور قصور آگئے، ایک مہینہ دس دن وہاں رہے، پھر اپنے خاندان کے ساتھ ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کی تحصیل جڑاں والا کے ایک گاؤں چک نمبر 53 گ ب منصور پور میں آگئے۔ یہ وہی لائل پور ہے جسے ہم نے مسلمان بنا کر فیصل آباد کے نام سے موسوم کردیا ہے، کافر کو مسلمان بنایا جائے تو سنا ہے بہت ثواب ہوتا ہے۔ چنانچہ حصول ثواب کے لئے ہم نے بے شمار گلیوں، محلوں، سڑکوں، دیہاتوں، قصبوں اور شہروں کو مسلمان بنا دیا ہے اور اللہ کی مہربانی سے اس طرح ہم ''جنتی'' ہوگئے ہیں۔

بھٹی صاحب 24 جولائی 1948ء سے لے کر 2015ء تک مختلف جماعتی اور سرکاری کئی ایک عہدوں پر فائز رہے بالآخر اللہ رب العزت کا بلاوا آپہنچا اور 22 دسمبر 2015ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی جنت کے وارث بن گئے۔ آپ کی پہلی نماز جنازہ لاہور ناصر باغ میں دوپہر 2 بجے مولانا ڈاکٹر حماد لکھویؒ نے پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ آپ کے آبائی گاؤں منصور پور ڈھیسیاں میں عشاء کے بعد پڑھائی گئی اور رقت آمیز لہجے مین دعاؤں کے ساتھ آپ کو اس دنیا سے رخصت کیا۔

زندگی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثل ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

ایک عہد..... ایک داستاں

تحریر: جناب ڈاکٹر پروفیسر سعید احمد چنیوٹی

۲۰۱۵ء کا اختتامی دورانیہ جماعت اہل حدیث کے لیے خصوصاً اس اعتبار سے نہایت پر آشوب اور درد والم سے بھر پور ہے کہ ہماری مایہ ناز علمی شخصیتیں یکے بعد دیگرے ہمیں داغ مفارقت دے گئیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید اظہرؒ، مولانا عبداللہ مدنی جھنڈانگریؒ اور اب مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی جدائی کا صدمہ بھی ہمیں سہنا پڑا۔ مولانا ہنستے مسکراتے اور چلتے پھرتے لمحوں میں ہم سے جدا ہو گئے۔ خود داری، وضع داری، درویش منشی، استغنا جیسی صفات کا حامل دوسروں کا محتاج ہوئے بغیر عزت ووقار کے ساتھ داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اللھم اغفر له وارحمه

عالمی شہرت یافتہ علمی وتاریخی شخصیت مولانا محمد اسحاق بھٹی ۲۲ دسمبر کی صبح مختصر علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! بھٹی صاحب کی وفات علماء اور طلبہ کے طبقہ میں خاص حیثیت سے اثر انگیز ہے۔ بھٹی صاحب کی پیدائش ۱۵ مارچ ۱۹۲۵ء میں ہوئی، ان کی عمر قریباً ۹۱ سال تھی۔ مرحوم نے گو عمر طبعی پائی لیکن اس خیال سے کہ وہ اس عہد میں اگلی صحبتوں کے تنہا یادگار تھے۔ ہم ان کے لیے درازی عمر کے متوقع تھے۔

مرحوم قوت حافظہ، وسعت نظر، معتدل فکر، علمی وسعت، تاریخ پر گہری نظر اور حالات وظروف کی معرفت میں یگانہ روزگار تھے۔ درس وتدریس کے مشغلہ سے باقاعدہ منسلک نہ تھے جس بنا پر ان کے تلامذہ کی طویل فہرست مرتب ہوتی مگر ان کے خوشہ چینوں، عقیدت مندوں، قدر دانوں اور چاہنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

پاکستان اور بیرون ممالک میں ان کے محبین موجود ہیں۔ قحط الرجال اور نفسا نفسی کے دور میں ان کی وفات بیک وقت علمی، ادبی اور دینی حلقوں کے لیے ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ملک وقوم اور جماعتوں کو ایسے بے لوث اور محنتی افراد کی اشد ضرورت ہوتی ہے جو لوگوں پر بوجھ بننے کی بجائے دوسروں کا بوجھ اٹھائیں، قومی اور ملی درد کو ذاتی اغراض پر ترجیح دیں، تحقیق وریسرچ کی شمع روشن کر کے متلاشیان حق کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔ اپنا گھر جلا کر علم کی بستیاں آباد کریں۔ اپنی جائیدادیں تج کر کے شمع علم کو فروزاں کریں، قوموں سے لینے کی بجائے انہیں کچھ دینے کا ذوق ہو۔ موجودہ مادی اور افراتفری کے عالم میں ایسے افراد کا وجود غنیمت تھا۔ ایسے اشخاص جنہیں اپنے فن سے پیار ہو، ذوق سے عشق ہو، رجحانات سے جنون ہو، مذہب سے وابستگی اور ملت سے وارفتگی ہو، بہت کم ہوتے ہیں۔

مولانا اسحاق بھٹیؒ کہاں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی، دور جوانی کیسا گذرا، تحریک آزادی میں بھر پور شرکت اور ان نامور رفقاء کرام اور محترم اساتذہ کے اسماء گرامی پھر ان کی صحافتی، تالیفی اور جماعتی خدمات کی داستان، ان اہم موضوعات پر ملک کے نامور اہل قلم، عقیدت مند اور حلقہ ارادت سے وابستہ عشاق ضرور خامہ فرسائی کریں گے۔ راقم الحروف کو تو ان کے متنوع اوصاف اور بے پناہ خوبیوں کا ذکر کرنا ہے۔ دور حاضر میں کمیاب اور نادر لوگ ہیں جن میں یہ خوبیاں ہوں مگر بھٹی صاحب میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ انہی اوصاف کی بنا پر وہ محبوب شخصیت تھے، علمی اور صحافتی دنیا میں ان کا نام عزت وتکریم کا نشان تھا۔ ایک خاموش طبع، درویش صفت، سادہ مزاج انسان کو اللہ نے کس طرح مقبولیت عامہ عطا فرمائی کہ اپنے اور غیر سب ان کا احترام کرتے۔ مہمان نوازی، خندہ پیشانی، عجز وانکساری، تواضع، چھوٹوں پر شفقت، بزرگوں کا احترام اور عقیدت، دوست احباب کے لیے محبت واپنائیت، خوش مزاجی، ظرافت وخوش طبعی، فقر ودرویشی ان اوصاف کا گلدستہ مولانا اسحاق بھٹیؒ تھے۔

صبر واستقامت:

ان کی زندگی کا خاص وصف صبر واستقامت تھا، مشکل سے مشکل ترین حالات میں بھی ان کے چہرے پر غم کے اثرات نمودار نہ ہوتے۔ بقول میرزا ادیب:

''ان کی باطنی کیفیت کیسی بھی ہو، ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹوں کے پھول کھلے رہتے تھے۔''

ایک مرتبہ راقم الحروف کو موصوف نے ادارہ ثقافت اسلامیہ کے دفتر میں بیٹھے ہوئے اپنی زندگی کا ناقابل فراموش واقعہ سنایا جب وہ ایک مؤقر ہفت روزہ جریدے کی ادارت سے الگ ہوئے۔ وہ ماضی کی یادوں میں کھو گئے مگر زبان پر گلہ وشکوہ نہیں تھا۔ ایسے مواقع ہی انسان کی پہچان اور شخصی عظمت کا مظہر ہوتے ہیں جب انسان ان امتحانوں سے سرخرو ہوتا ہے تو کامیابیاں اس کے قدم چومتی ہیں۔

قوت حافظہ:

مولانا محمد اسحاق بھٹی کے اوصاف حمیدہ میں سے قوت حافظہ کی وہبی نعمت بھی تھی جس سے ان کی شخصیت کو نکھار اور ان کی ذات کو شہرت وعظمت ملی، مؤلف ومؤرخ بنے۔ برصغیر کے مشاہیر علماء اور نامور لیڈروں کی سوانح نگاری ان کا پسندیدہ مشغلہ اور ان کے کارناموں کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنا ان کا محبوب عمل تھا۔ اس فن میں ان کی بیسیوں تالیفات منظر عام پر آچکی ہیں۔ جن کی مقبولیت کی بنا پر انہیں علماء کی طرف سے ''ذہبی دوراں'' کا لقب دیا گیا۔

قوت حافظہ عطا اور فطرت بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جن سے کام لینا مقصود ہوتا ہے انہیں قوت حافظہ سے نواز دیتے ہیں مگر وابستگی، تعلق خاطر اور عقیدت کا بھی اس میں دخل ہے۔ بھٹی صاحب کو اسلاف سے محبت تھی، ان کے کارناموں کو اُجاگر کرنا ان کا پسندیدہ موضوع اور شخصیتوں کا تذکرہ ان کی غذا تھی۔ ان کی یاد داشت اس قدر مضبوط تھی کہ راقم کے ساتھ تعارف وشناسائی کو تیس سال گزر گئے، میں نے ایک روز اچانک پوچھا، بھٹی صاحب! آپ کو یاد ہے کہ میری اور آپ کی پہلی ملاقات کہاں ہوئی؟ انہوں نے برجستہ جواب دیا: مدرسہ تعلیم الاسلام مامونکانجن میں حضرت صوفی عبداللہ رحمہ اللہ کی قبر پر دعا کرتے ہوئے جب کہ آپ اور میں دونوں ہی تھے۔ یہ سن کر میں ان کی یاد داشت پر حیران رہ گیا۔ اس کے بعد سالانہ چھٹیوں میں ان کی زیارت کے لیے جانا معمول بن گیا۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے دفتر میں ملاقات ہوتی،

گھنٹوں ان کی وسعت معلومات سے استفادہ کرتا' یہ محبت اپنائیت میں ڈھل گئی۔ ان کی شفقت ومحبت میں اس قدر کشش تھی کہ لاہور جانا ہوتا تو بھٹی صاحب سے ملاقات کیے بغیر تشنگی محسوس ہوتی۔

پھر گاہے گاہے ٹیلیفون پر گفتگو ہوتی رہتی۔ فیصل آباد میں ان کے خصوصی عقیدت مند مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کے ذریعے حال واحوال دریافت کرتے رہتے۔ چند ماہ ہوئے لاہور میں ان کے دولت کدہ پر حاضری دی' پر تپاک انداز میں ملے' اتفاق سے جامعہ سلفیہ کے مدرس مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی بھی اس دن ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے' ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: ''اب چنیوٹی صاحب ڈاکٹر بن گئے ہیں اس لیے ملاقات کم ہوگئی ہے۔'' سرراہے یہ بات بھی ذکر کرتا چلوں کہ جب خاکسار کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی تو بھٹی صاحب کو اخبار کے ذریعے علم ہوا' آپ نے مبارکباد کا خط تحریر کیا' اس سے قبل بھی ایک دو مواقع پر باقاعدہ خط لکھے اور خوشی ومسرت کے کلمات سے نوازا۔ یہ ان کی شفقت' اپنائیت اور محبت تھی جو دوستوں کے لیے باعث کشش تھی۔ دوستوں سے مسلسل رابطہ' خبر گیری اور سرپرستی کا انداز انوکھا تھا۔ راقم نے شیخ الحدیث مولانا عبداللہ ویروالویؒ کی سوانح پر کتاب لکھی تو آپ نے مفصل پیش لفظ تحریر فرمائے' پھر راقم نے ''سفر نامہ حجاز'' طبع کیا تو ''حرفے چند'' کے عنوان سے رہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ بندہ نے اسی ملاقات میں انہیں فیصل آباد آنے کی دعوت دی اور عرض کیا کہ علی ارشد مرحوم کے دور میں آپ کا ہر سال فیصل آباد کا دور ہوتا تھا تو اب اسے دوبارہ بحال کریں۔ چنانچہ بھٹی صاحب نے دسمبر میں آنے کا وعدہ فرمایا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ۱۹ دسمبر کو جڑانوالہ اپنے قریبی عزیز کی نماز جنازہ کے لیے جانا ہوا' ابھی جنازہ سے فارغ ہوا تھا کہ ایک پرانے شاگرد حافظ علی عمران ملنے کے لیے آئے اور بتایا کہ میں چک ڈھیسیاں ایک جنازہ میں شرکت کے لیے جارہا ہوں۔ ڈھیسیاں کا نام سنتے ہی میں نے کہا کہ وہ تو میرے مرشد کا گاؤں ہے۔ جی چاہتا ہے اسے دیکھ کر آؤں۔ پروگرام بن گیا مگر معاً سوچا کہ مرشد جی اسحاق بھٹی صاحب کے ساتھ ہی گاؤں کا دورہ کروں گا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ۲۲ دسمبر فجر کے وقت رمضان یوسف سلفی صاحب کا غیر متوقع ٹیلیفون آیا تو فوراً ذہن اس طرف گیا کہ خبر بھٹی صاحب کی آمد سے متعلق ہے۔ لیکن جوں ہی انہوں نے بتایا کہ مولانا اسحاق بھٹی صاحب ہمیں داغ مفارقت دے گئے ہیں تو یہ خبر سنتے ہی سکتے میں آ گیا۔

چنانچہ اسی شام فیصل آباد سے چک ڈھیسیاں کے لیے روانہ ہوا۔ جڑانوالہ روڈ پر لاہور سے بھٹی صاحب کی میت لے کر ایمبولینس گاڑی کھڑی تھی' ان کے برادر اصغر سعید بھٹی صاحب ساتھ تھے۔ چنانچہ اسی ایمبولینس میں سوار ہو کر میت کے ساتھ چک ڈھیسیاں پہنچا۔ راستے میں ان کے چہرے کا دیدار کیا تو معلوم ہو رہا تھا کہ حسب عادت مسکراتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اس خادم اسلام اور محب اسلاف کے لیے یہ پیغام ضرور آیا ہوگا:

﴿يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾

بقیہ اسلامی جمہوریہ.....گیمبیا

منت ہے۔ یہاں کا لٹریسی ریٹ 64.17 ریکارڈ کیا گیا ہے۔ یہاں کے نوجوانوں کی اکثریت غربت کے باعث اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتی ہے۔ انتظامی امور کے تحت گیمبیا کو ۸ لوکل گورنمنٹ ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ گیمبیا کے ۷۰ فیصد لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک ہیں۔ ملک کی جی ڈی پی کا ۳۰ فیصد زراعت' 6.9 فیصد پینٹ' 8.3 فیصد گوشت' 5.3 فیصد لائیو سٹاک' 10.8 فیصد مچھلی' 0.5 جنگلات' 8 فیصد انڈسٹری اور 58 فیصد سروسز سے حاصل ہوتا ہے۔ گیمبیا پہاڑیوں' جنگلات' جھیلوں اور ساحل سمندر کے خوبصورت اور دلکش نظاروں کی وجہ سے اپنی مثال آپ ہے۔ یہاں ٹورازم کو باقاعدہ صنعت کا درجہ حاصل ہے جس کا گیمبیا کی معیشت میں اہم ترین کردار ہے۔ سیاحت کی وجہ سے اس چھوٹے ملک میں 7 خوبصورت نیشنل پارک ہیں۔ گیمبیا کے جنگلات میں 6 سو کے قریب پرندوں کی اقسام پائی جاتی ہیں۔ گیمبیا کی تجارت برطانیہ' یورو ممالک' امریکہ' چائنا' جرمنی اور جاپان سے بڑی مقدار میں جاری رہتی ہے۔ گیمبین آرمی میں نیشنل آرمی' ریپبلکن گارڈز' سپیشل فورس' فضائیہ اور نیوی شامل ہیں جن کے کیڈٹس امریکہ' چائنا' نائیجیریا' ترکی' پاکستان کے علاوہ برطانیہ کی رائل ملٹری اکیڈمی میں باقاعدگی سے تربیت حاصل کرتے ہیں۔ گیمبیا میں شہری اور دیہی آبادی کے درمیان فرق محدود ہو چکا ہے۔ کئی علاقوں کو شہر کا درجہ دے دیا گیا ہے تاہم شہروں میں نقل مکانی' ترقیاتی منصوبوں اور جدیدیت نے یہاں کے باشندوں کو مغربی عادات سے روشناس کرایا لیکن اس کے باوجود ان کا روایتی لباس اور اقدار ان کا بنیادی حصہ ہیں۔ اسلامی دنیا کو ایک اور اسلامی ریاست مبارک ہو۔ عالم اسلام کو' اسلامی جمہوری گیمبیا سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ کوئی شک نہیں کہ دین اسلام دنیا کا سب سے عظیم مذہب ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔

بقیہ ایک روشن دماغ' جو نہ رہا

چی الٹ گیا اور بھٹی صاحب کے داہنے ہاتھ کی ہڈی کلائی کے پاس سے فریکچر ہوگئی، وہ سات ماہ تک ہاتھ باندھے رہے، اس دوران ان کے نہ لکھنے سے جو علمی نقصان ہوا، ہم سب کو اس کا قلق تھا۔ میں اپنے جی میں، خود کو اس کا مجرم جانتا تھا مگر جب ان کے پاس گیا تو چہرے پر وہی شفیقانہ مسکراہٹ، الفاظ میں وہی اپنائیت، لہجے میں وہی مٹھاس اور انداز میں وہی بے تکلفی تھی جو ان کا خاصہ تھا۔ وہ خود تو چلے گئے ہیں مگر ان کی یادیں، ان کی باتیں بہت یاد آئیں گی اور خوب تڑپائیں گی۔ ان کی شفقت بہت رلائے گی، ہم کر بھی کیا سکتے تھے، جانے والوں کو کوئی روک سکا ہے، جو ہم روک پاتے۔ اک دعاؤں کا ساتھ رہ گیا ہے جو ہم نبھانے کی کوشش کریں گے۔ کبھی ان کی طرف سے بلاوا آتا کہ بڑے دن ہوگئے ہیں آجاؤ، سردیوں کے موسم میں بلانے کا ایک بہانہ بھی ہوتا تھا کہ ''آجاؤ، گاؤں سے ساگ اور گھی آیا ہے، وہ کھلاؤں گا''۔۔۔ایک روز ساگ کھانے (کے نام پر) بھٹی صاحب کے گھر موجود تھا کہ برطانیہ سے ہمارے دوست اور مہربان مولانا شیر خان جمیل احمد کا فون آگیا، وہ بھی بھٹی صاحب کے مداحوں میں سے ہیں، انہیں بتایا کہ ''ان (بھٹی صاحب) کے ہاں ہوں، انہوں نے ساگ کھلانے کیلئے بلایا ہے''۔ ان سے بھٹی صاحب کی بات بھی کروائی۔۔۔ بھٹی صاحب کے جنازے کے بعد اپنی رہائش پر پہنچا تو برطانیہ سے مولانا شیر خان جمیل احمد کا تعزیتی پیغام موصول ہوا، وہ مجھے پرسہ دے رہے تھے اور پوچھ رہے تھے ''اب آپ کو ساگ کون کھلائے گا۔۔۔؟'' میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہہ نکلے، میں ان کو کیا جواب دیتا، کوئی بتا سکتا ہے تو بتائے۔۔۔ میں کیا کہوں؟۔۔۔ بھٹی صاحب جیسے محبت کرنے والے کی رخصتی کے بعد، اس شفقت سے ''مجھے ساگ کون کھلائے گا؟

اسلامی جمہوریہ گیمبیا

تحریر
جناب صابر مغل

۱۱ دسمبر ۲۰۱۵ء کو کرہ ارض پر ایک نئی اسلامی ریاست ''اسلامی جمہوریہ گیمبیا'' کے نام سے ابھری۔ اس طرح کسی ریاست کا اسلامی مملکت کے طور پر قائم ہونا بہت بڑا اور منفرد واقعہ ہے۔ مغربی افریقہ جو براعظم افریقہ کا مغربی حصہ ہے' نویں اور دسویں صدی میں عرب تاجروں نے اس علاقہ کا رخ کیا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے آخر میں یورپی نو آبادیاتی دور کا آغاز ہوا' جس میں برطانیہ اور فرانس نے اس پورے خطے پر قبضہ کر لیا۔ قدیم ماضی میں گیمبیا غلاموں کی تجارت کے لیے بہت بڑی گزرگاہ بھی رہا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد مغربی افریقہ میں قومیت پرستی کی تحریکیں جڑ پکڑ گئیں۔ ۱۹۵۳ء میں گھانا یہاں کا پہلا آزاد ملک بنا اور ۱۹۷۶ء تک اس خطے کے تمام ممالک خود مختار ہو گئے۔ گیمبیا مغربی افریقہ میں واقع اور جو رقبہ کے لحاظ سے سرزمین افریقہ کے ممالک بینن' بورکینا فاسو' آئیوری کوسٹ' کیپ ورڈی' گھانا' گنی' گنی بساؤ' لائبیریا' مالی' موریطانیہ' نائیجر' نائیجیریا' سینی گال' سیرالیون میں سب سے چھوٹا ملک ہے۔ نائیجر اس خطہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔ دریائے گیمبیا کے ساتھ ساتھ آباد یہ ملک جو لمبائی کی شکل میں ہے جس کی چوڑائی صرف ۴۸ کلومیٹر ہے۔ ۱۱۲۹۵ مربع کلومیٹر رقبہ (جس میں سے ۱۲۹۵ مربع کلومیٹر پانی کا حصہ ہے) اور تقریباً ۱۹ لاکھ نفوس پر مشتمل گیمبیا کے تین اطراف افریقی مسلم ریاست سینی گال اور ایک طرف دنیا کا دوسرا بڑا سمندر بحر اوقیانوس جس کی ۸۰ کلومیٹر کوسٹ لائن ہے۔ بحر اوقیانوس نے مجموعی طور پر دنیا کی سطح زمین کے ۱/۵ حصہ کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ سینی گال کے ساتھ اس کی سرحد ۷۴۹ کلومیٹر طویل ہے۔

گیمبیا کو نیا اسلامی تشخص دینے کا تاریخی اعزاز صدر گیمبیا' یحییٰ جامع نے حاصل کیا ہے۔ انگریز سے سو سالہ غلامی کے بعد ۱۸ فروری ۱۹۶۵ء کو گیمبیا نے آزادی حاصل کی' اسی سال یحییٰ جامع نے بحر اوقیانوس کے کنارے شہر ''کانیلائی'' کے ایک متوسط گھرانے میں آنکھ کھولی اور ۱۹۸۴ء میں گیمبین آرمی میں بطور لیفٹیننٹ کمیشن حاصل کیا۔ انہوں نے ملٹری ٹریننگ پڑوسی ملک سینی گال اور یونائیٹڈ آرمی سکول امریکہ میں حاصل کی۔ ۱۹۹۲ء میں یحییٰ جامع ملٹری پولیس کے کمانڈر کے عہدے پر پہنچ گئے۔ ۲۲ جولائی کو انہوں نے جوان ملٹری آفیسرز کے ہمراہ بغاوت کر دی اور گیمبیا کے دارالحکومت بنجول پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا تب ان کی عمر ۲۹ سال تھی۔ انہوں نے گیمبیا کے پہلے لیڈر Dawda Jawara کو معزول کیا جو پہلے وزیراعظم اور پھر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۴ء تک صدر کے عہدہ پر فائز رہے۔ ان کی سیاسی جماعت پیپلز پروگریسو پارٹی (PPP) تیس سال تک برسر اقتدار رہی۔ چونکہ ۱۹۶۵ء کے آئین کے مطابق ہر پانچ سال بعد الیکشن آئین کا حصہ ہیں اور اس کے لیے Dawad jawara دیگر سیاسی پارٹیوں کے ساتھ الحاق کر کے الیکشن جیت جاتا مگر اس نے ملکی ترقی اور مخالف سیاسی قوتوں کو دباؤ میں رکھا۔ فوجی ٹیک اوور کے بعد گیمبیا میں سیاسی سرگرمیوں پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی اور یہ پابندی جولائی ۲۰۰۱ء تک رہی۔ ان کے دور حکومت (۱۹۸۲ء) میں گیمبیا اور سینی گال کے درمیان باہمی تعاون کا معاہدہ ہوا جس کا نام گیمبین کنفیڈریشن رکھا گیا جس کے تحت مشترکہ فوج اور مشترکہ کرنسی رائج کی گئی۔ یہ معاہدہ ۱۹۸۹ء تک رہا۔ یحییٰ جامع کے اقتدار سنبھالنے کے پانچ سال بعد گیمبیا کو مکمل سویلین گورنمنٹ کا درجہ دے دیا اور ۲۰۰۱ء میں وہ الیکشن کے ذریعے صدر منتخب ہو گئے اور باقاعدہ قانون سازی کے ذریعے ملک میں صدارتی نظام نافذ کر دیا گیا۔ گیمبیا قانون کے مطابق ہر پانچ سال بعد انتخابات لازمی قرار دیے گئے اور تب سے مسلسل اپوزیشن کے الائنس کے باوجود یحییٰ جامع صدر منتخب ہوتے جا رہے ہیں اور تا حال اس عہدے پر فائز ہیں۔

اسلامی دنیا کو ایک اور اسلامی ریاست مبارک ہو۔ عالم اسلام کو اسلامی جمہوری گیمبیا سے کبھی غافل نہیں رہنا چاہیے۔ کوئی شک نہیں کہ دین اسلام دنیا کا سب سے عظیم مذہب ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت دبا نہیں سکتی۔

اس مسلم ریاست میں ۹۰ فیصد مسلمان' ۸ فیصد عیسائی جن میں اکثریت رومن کیتھولک کی جبکہ عیسائیوں کے ۱۰ سے زائد فرقے بھی ہیں۔ ۲ فیصد مختلف مذاہب یا غیر مذاہب کے لوگ یہاں آباد ہیں' ان میں مذہبی فرقہ بہائی بھی شامل ہے جسے آزاد حیثیت رکھنے والے مذاہب میں سے دنیا کا سب سے نو مولود مذہب بھی کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کے بانی مرزا حسین علی نوری تھے' آئین کا آرٹیکل ۲۵ شہریوں کے حقوق کے تحفظ اور انہیں کسی بھی مذہب پر عمل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ گیمبیا میں ۴۳ اضلاع قائم ہیں اور اس کا سب سے ترقی یافتہ شہر جو بحر اوقیانوس کنارے آباد ''ماکو'' ہے' جہاں ملٹری کا سب سے بڑا کیمپ' گیمبیا فرنچ انٹرنیشنل سکول اور لاتعداد ہوٹل ہیں۔ بریکاما سب سے بڑا اور دوسرا بڑا شہر جانجا نبرہ ہے جو دریائے گیمبیا کے کنارے واقع ہے۔ شہر مانسا کونکو کو برٹش دور میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ''کانیلائی'' میں گیمبیا کا سب سے بڑا چڑیا گھر ہے۔ دیگر اہم شہروں میں بن سنگ' کالاگی' کونتاور' کیریوان' کوٹا' سوما' فارانینسی' برفٹ' سابی اور میسی سانٹا سو شامل ہیں۔ یہاں کا موسم بالعموم گرم رہتا ہے۔ البتہ بارشوں کا سلسلہ عام طور پر جون سے نومبر تک جاری رہتا ہے۔ گیمبیا کا مقبول ترین کھیل فٹ بال ہے۔ یہ گیم گلی محلوں میں بھی عام کھیلی جاتی ہے۔ گیمبیا کی سرکاری زبان انگریزی ہے۔ ملک بھر میں ۱۰ کے قریب مقامی زبانیں ہیں جن میں وولوف' فولا اور سیریز وغیرہ شامل ہیں جبکہ وسیع علاقہ میں فرنچ زبان بھی بولی جاتی ہے۔ چاول اور مچھلی ان کی پسندیدہ خوراک ہے' متعدد نسلی گروپس بھی اس ریاست میں ہیں۔ گیمبیا میں بنیادی پرائمری تعلیم لازمی اور بالکل

باقی صفحہ 17 پر

ردِّ قادیانیت

علمائے اہلحدیث کی تحریری خدمات!

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

مولانا محمد ابراہیم میرؒ سیالکوٹی:

شعلہ نوا خطیب و مقرر، مفسر قرآن، بلند پایہ محقق اور مؤرخ، جید عالم دین اور مناظر تھے۔ اس کے ساتھ صاحب تصانیف کثیرہ تھے، قادیانیت کی تردید میں ان کی خدمات نمایاں ہیں۔

شورش کاشمیری مرحوم اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' میں لکھتے ہیں کہ

''علمائے اہل حدیث میں قادیانیت کی تردید میں مولانا محمد بشیر سہوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری اور مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سرفہرست تھے۔''

مولانا سیالکوٹی نے ۱۲ جنوری ۱۹۵۶ء کو سیالکوٹ میں انتقال کیا۔ قادیانیت کی تردید میں آپ نے حسب ذیل کتابیں لکھیں:

۶۔ شہادت القرآن (۲ جلد)

یہ کتاب صرف آیت ﴿اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ﴾ کی تفسیر ہے اور مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر ایسی گواہی ہے کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو مردہ بتانے والے بھی ﴿كَذٰلِكَ یُحْیِی اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ پکار اُٹھے۔ شہادۃ القرآن کی پہلی جلد رجب ۱۳۲۱ھ/ ستمبر ۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع ہوئی۔

اس کی دوسری جلد ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی مگر مرزا قادیانی کو اس کتاب کا جواب لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

دوسری مرتبہ صفر ۱۳۳۰ھ/ فروری ۱۹۱۲ء میں اس کی پہلی جلد شائع ہوئی اور دوسری جلد ذی الحجہ ۱۳۴۰ھ/ اگست ۱۹۲۲ء میں شائع ہوئی۔

تیسری مرتبہ جلد اول ذی قعدہ ۱۳۴۶ھ/ مئی ۱۹۲۸ء میں شائع ہوئی مگر دوسری جلد بوجوہ شائع نہ ہوسکی۔

چوتھی مرتبہ دونوں جلدیں ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ میں مولانا عبدالقادر رائے پوری کی تحریک پر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے شائع کیں۔

پانچویں مرتبہ جنوری ۲۰۰۱ء میں نعمانی کتب خانہ لاہور نے دونوں جلدیں ایک ساتھ شائع کیں اور اس کے ساتھ مولانا سیالکوٹی کا ایک رسالہ ''الخمر الصحیح عن قبر المسیح'' بھی شائع کیا ہے۔ (صفحات ۴۵۴، سن اشاعت جنوری ۲۰۰۱ء۔)

۷۔ الخمر الصحیح عن قبر المسیح:

مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ مصنف علامہ نے اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے اس قول کی تردید کی ہے۔ (صفحات ۲۴ سن اشاعت ۱۳۲۵ھ)

۸۔ ختم نبوت اور مرزائے قادیان:

مرزا قادیانی نے سورہ فاتحہ کی آیت ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ سے آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت جاری رہنے کی دلیل پکڑی ہے، یہ رسالہ اس کی تردید میں ہے۔ (صفحات ۸، سن اشاعت ندارد۔)

۹۔ رسائل ثلاثہ:

یہ کتاب تین مضامین کا مجموعہ ہے: (۱) امام زماں (۲) مہدی منتظر (۳) مجدد دوراں۔

ان تینوں مضامین میں جھوٹے مدعیان نبوت کے دعاوی کی تردید کی ہے۔ (صفحات ۱۱۰، سن اشاعت ۱۹۳۹ء)

۱۰۔ نزول الملائکہ والروح علی الارض:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے ان عقائد کا رد کیا گیا ہے جو نزول ملائکہ سے متعلق ہیں۔ (صفحات ۲۴، سن اشاعت ندارد۔)

۱۱۔ مرزا غلام احمد کی بدکلامیاں:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی بدکلامیوں کا جواب دیا گیا ہے۔ (صفحات ۸، سن اشاعت ندارد۔)

۱۲۔ فصل خاتم النبوۃ بعموم الدعوۃ وجامعیۃ الشریعۃ:

اس رسالہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک نبوت کا سلسلہ کیوں جاری رہا اور اب بند کیوں ہوگیا؟ اس کے بعد مسئلہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی ہے۔ مصنف علامہ صاحب اس رسالہ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ

''خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں نے اس کتاب کو خداداد بصیرت سے قرآن وحدیث کے نصوص بینہ سے بغیر کسی کھینچ تان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی ذمہ داری اور جواب دہی کو سامنے رکھ کر تبلیغ حق کی خالص نیت سے لوگوں کی ہدایت کے لیے لکھا ہے۔''

(صفحات ۳۲، سن اشاعت ندارد۔)

۱۳۔ مسلم العلوم الی اسرار الرسول ونزول الملائکہ:

مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے معراج جسمانی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کا انکار کیا ہے۔ یہ کتاب اس کے جواب میں ہے۔ (مسلم الوصول ۴۸ صفحات، نزول الملائکہ ۲۴ صفحات، کل صفحات ۷۲، سن اشاعت فروری ۱۹۰۵ء۔)

۱۴۔ صدائے حق:

اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی دعویٰ مسیح، مہدی اور نبی ہونے کی تردید کی گئی ہے اور ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی ان تینوں میں کچھ بھی نہیں۔ بلکہ دجال، کذاب، مفسد اور شیطان ہے۔ (صفحات ۱۶، سن اشاعت ۱۹۳۲ء)

۱۵۔ کھلی چٹھی نمبر ۱، ۲:

یہ دونوں رسائل مولوی غلام رسول آف راجیکی (قادیانی) کے ایک ٹریکٹ کے جواب میں ہیں۔ (اہلحدیث امرتسر ۲۱ فروری ۱۹۴۱ء)

۱۶۔ قادیانی حلف کی حقیقت:

اس کتاب کا مفہوم نام سے ظاہر ہے۔ (اہلحدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۳۵ء)

۱۷۔ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ:

اس رسالہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ پر بحث فرمائی ہے۔ (اہلحدیث امرتسر یکم فروری ۱۹۳۵ء)

باقی صفحہ 13 پر

غزوۂ بنی نضیر

تحریر
جناب ابوحمزہ پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی

مسلمان جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آ کر آباد ہوئے تو ان دنوں مدینہ منورہ میں یہودیوں کے تین بڑے قبیلے آباد تھے: بنونضیر، بنوقریظہ، بنوقینقاع۔

دفاعی نقطۂ نظر سے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں اور مضافات مدینہ کے دیگر متعدد قبائل کے ساتھ امن کے معاہدے کیے۔ یہودی چونکہ اہل کتاب اور تجارت پیشہ لوگ تھے۔ مذہبی حیثیت اور مال داری کی وجہ سے مدینہ منورہ اور گرد ونواح کے علاقوں اور قبائل میں انہیں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد ان کی حیثیت، مقام اور وقار میں بتدریج کمی آتی چلی گئی۔ نیز بے وفائی، غداری اور دھوکے بازی چونکہ یہودیوں کی فطرت میں شامل ہے، اس لیے عادت سے مجبور ان یہودیوں نے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدوں کی خلاف ورزی کی اور نقض عہد کے نتیجے میں وہ سب کیفر کردار کو پہنچے۔ معاہدے کی خلاف ورزی سب سے پہلے بنوقینقاع نے کی تھی۔ ان کے بعد بنونضیر نے بھی یہی روش اختیار کی۔

قرآن کریم کی سورہ الحشر میں بنونضیر کی جلاوطنی اور ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ اسی لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سورت کو ''سورہ بنی النضیر'' کہتے تھے۔ (بخاری: ۴۰۲۹)

یہ لوگ جبل نضیر کے قریب آباد تھے۔ اس لیے بنو نضیر کہلائے۔ ''نضیر'' یہ لفظ ''آمیر'' کے وزن پر ہے اور اس قبیلے کے لوگوں کو ''نضری'' کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ مدینہ منورہ کے جنوب میں ''وادیٔ بطحان'' اور ''وادیٔ بویرہ'' میں رہائش پذیر تھے۔

مدینہ آ کر رسول اللہ ﷺ نے ''میثاقِ مدینہ'' کے نام سے یہودیوں کے ساتھ جو معاہدے کیے تھے ان میں ایک شق یہ بھی تھی کہ اگر فریقین میں سے کسی سے کوئی قتل سرزد ہوا تو مسلمان اور یہودی مل کر مقتول کی دیت ادا کریں گے۔

بئر معونہ سے واپسی پر سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قبیلہ بنوکلاب کی ایک ذیلی شاخ بنو عامر کے دو آدمی قتل ہو گئے جنہیں اللہ کے رسول ﷺ پناہ دے چکے تھے مگر سیدنا عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم نہ تھا۔ معاہدے کی رُو سے ان مقتولین کی دیت ادا کرنا مسلمانوں اور یہودیوں کے ذمے تھا۔ بنونضیر کے لوگ بنو عامر کے اتحادی (حلیف) تھے اور ان دنوں ''الغرس'' کے قریب آباد تھے۔ جہاں اب ''بنوحطمہ'' کا قبرستان ہے۔ دیت کے سلسلے میں بات چیت کے لیے رسول اللہ ﷺ ہفتے کے دن مدینہ منورہ سے قباء تشریف لے گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے۔

مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے تا کہ سیدنا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں نادانستگی میں بنو کلاب کے جو دو آدمی قتل ہو گئے ہیں ان کی دیت کے سلسلے میں وہ تعاون کریں۔ وہ لوگ بظاہر بڑے تپاک سے ملے اور کہنے لگے: اے ابوالقاسم! جیسے آپ چاہیں گے اور آپ جو کہیں گے وہی ہوگا۔

انہوں نے آپ کو ایک دیوار کے ساتھ بٹھایا اور درپردہ سازش کر کے منصوبہ بنایا کہ ساتھ والے مکان کی چھت پر جا کر اوپر سے ایک وزنی پتھر آپ کے اوپر پھینک کر (نعوذ باللہ) آپ کو قتل کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے عمرو بن حجاش بن کعب بن بُسیل النضری کو تیار کیا۔

اس قبیلے کے ایک ممتاز فرد سلام بن مشکم نے انہیں اس کام سے روکا اور کہا کہ ایسا مت کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کو بذریعہ وحی تمہارے اس برے ارادے سے آگاہ کر دے گا اور تم ذلیل ورسوا ہو گے۔ نیز ان کے اور ہمارے درمیان جو معاہدہ ہو چکا ہے یہ اس کی بھی خلاف ورزی ہوگی۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی سازش اور برے ارادے سے آگاہ کر دیا۔

آپ ﷺ فوراً وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور یوں ظاہر کیا کہ گویا آپ کو کوئی بہت ضروری کام یاد آ گیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے اُٹھ کر چلے آئے اور عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ چپکے سے چلے آئے ہمیں تو آپ کے آنے کا بعد میں پتہ چلا۔

آپ ﷺ نے ان کو ساری صورتحال سے آگاہ فرمایا۔

چنانچہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے یہودیوں کو پیغام بھجوایا کہ تم نے بہت برا پروگرام بنایا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ البتہ اب تمہیں اس شہر میں رہنے کی اجازت نہیں۔ تمہیں دس دن کی مہلت ہے، تم دس دن کے اندر اندر یہاں سے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تم میں سے جو بھی شخص مدینے کی حدود میں نظر آیا اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ یہ دھمکی سن کر ان لوگوں نے مدینے سے روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

انہوں نے ''ذوالجدر'' کے مقام سے اپنے تعلق داروں اور ہم مذہب لوگوں سے اونٹ اور سواریاں منگوالیں اور قبیلہ بنواشجع سے کرائے پر اونٹ حاصل کر لیے تا کہ اپنے مال واسباب ان پر لاد کر لے جائیں۔

دشمن اسلام عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) نے جا کر ان سے کہا کہ مسلمانوں سے مرعوب ہو کر تمہیں اپنے گھر اور وطن چھوڑ کر جانے کی ضرورت نہیں۔ تم یہیں اپنے گھروں میں اور اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ میرے ساتھ میری قوم کے اور دیگر عرب قبائل کے دو ہزار افراد کی جمعیت ہے، ان کے علاوہ بنوقریظہ اور بنوغطفان بھی تمہارے اتحادی (حلیف) ہیں۔ ہم سب تمہارے ساتھ ہیں اور مرتے دم تک ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔

عبداللہ بن اُبی کے اس حوصلہ افزا پیغام کے ملنے

کے بعد بنونضیر کا سردار حیی بن اخطب گھمنڈ میں آ گیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ سے جو ہو سکتا ہے کر لیں، ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے ''اللہ اکبر'' کہا اور سب مسلمانوں نے بھی مل کر ''اللہ اکبر'' کا کلمہ بلند کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب ان لوگوں نے کھلم کھلا اعلانِ جنگ کر کے اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ چنانچہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی جمعیت کو ساتھ لے کر ان کی آبادی کی طرف روانہ ہوئے اور عصر کی نماز بنونضیر کے علاقے میں جا کر ادا فرمائی۔

آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور لشکر کا جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھمایا۔ بنونضیر کے لوگوں نے مسلمانوں کا لشکر آتے دیکھا تو وہ اپنے قلعوں میں گھس گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ بنوقریظہ، بنو غطفان، عبداللہ بن اُبی اور اس کے حامی کوئی بھی ان کی مدد کو نہ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے محاصرے کے دوران ان کے کھجوروں کے باغات کٹوا کر جلوا دیئے۔ انہوں نے جب دیکھا کہ وہ بے یار و مددگار رہ گئے ہیں تو انہوں نے مدینے سے نقل مکانی پر آمادگی کا اظہار کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اب تمہاری یہ بات قابل قبول نہیں، البتہ جانا چاہتے ہو تو تمہیں صرف اتنا سامان لے جانے کی اجازت ہو گی جو تم اپنے اونٹوں پر لاد سکو۔ تم کسی بھی قسم کا اسلحہ اپنے ساتھ نہیں لے جا سکو گے۔''

انہوں نے یہ تمام شرائط مان لیں، جاتے جاتے وہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو گرا کر اور آگ لگا کر اجاڑ رہے تھے تاکہ ان کے جانے کے بعد مسلمان ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ ان کی جلا وطنی کے امور کی نگرانی سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔ بنونضیر کے یہ لوگ چھ سو اونٹوں پر اپنے بیوی بچوں کو اور دیگر سامان لاد کر لے گئے۔ مدینہ منورہ سے جلا وطن ہو کر یہ لوگ خیبر میں جا کر آباد ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد پچاس زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔

یہ سارا سامان رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ اس میں سے ''خمس'' (پانچواں حصہ) الگ نہیں کیا گیا اور نہ عام لوگوں کو اس میں سے کچھ دیا گیا۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے ''بُرحجر'' سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''بُرجرم'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ''بُرسوالہ'' سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ''الصراط'' سیدنا صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ کو اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابومسلمہ بن عبدالاسد کو ''البویلہ'' اور سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو ''ابن خرشہ'' کا مال اعزازی طور پر عنایت فرمایا۔

قرآن کریم کی سورہ الحشر میں بنونضیر کی جلا وطنی اور ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ اسی لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سورت کو ''سورہ بنی النضیر'' کہتے تھے۔ (بخاری: ۴۰۲۹)

بنونضیر کی جلا وطنی کا یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ماہ ربیع الاول میں پیش آیا اور حرمت خمر کا حکم بھی انہی دنوں نازل ہوا۔

اعلان تقرری

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے ضروری مشاورت کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث آزاد کشمیر کے حالیہ قائم کردہ نظم میں مندرجہ ذیل اضافہ کی منظوری دی ہے۔

نائب امیر: جناب حاجی محمد حنیف نائب ناظم: جناب عبیدالرحمن بن محمد یوسف (مرحوم)

منجانب: ڈاکٹر حافظ عبدالکریم۔ ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

مرکزی جمعیت کے رہنما معروف صحافی جناب خالد سیال کو صدمہ!

مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے رہنما اور ممتاز صحافی جناب خالد سیال کی والدہ محترمہ سکھے کی ضلع حافظ آباد میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں سکھے کی ضلع حافظ آباد میں ادا کی گئی جس میں علاقہ بھر کی معروف مذہبی سیاسی، سماجی اور صحافتی شخصیات نے شرکت کی۔ مرکز اہل حدیث راوی روڈ لاہور کی طرف سے جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری اور حافظ بابر فاروق رحیمی نے شرکت کی اور مرحومہ کی مغفرت و بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔ علاوہ ازیں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ، بشیر احمد انصاری مدیر اعلیٰ ہفت روزہ اہل حدیث، قاری محمد یٰسین طٰہٰ، مینیجر ہفت روزہ اہل حدیث، عبداللہ بخش ڈپٹی ایڈیٹر ہفت روزہ اہل حدیث، عبدالرحیم قریشی ناظم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ پنجاب اور مرکز کے دوسرے سٹاف نے خالد سیال اور ان کے اہل خانہ سے دلی تعزیت کی۔ مرحوم انتہائی نیک، پارسا، تہجد گزار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالد سیال صاحب کی والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے، ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان والدہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین! (منجانب: محمد عمران مجاہد، 106 راوی روڈ لاہور)

ضروری اعلان

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ کے دورۂ گوجرانوالہ کی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

مبارکباد

حافظ شفیق کاشف بلا مقابلہ حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پاکستان پنجاب زون کے چیئرمین منتخب ہو گئے ہیں۔ اس سے قبل 16 دسمبر کو ہونے والے سینٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کے الیکشن میں بھی واضح اکثریت سے انہوں نے کامیابی حاصل کی تھی اور پنجاب زون میں سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے تھے۔ دوسرے مرحلے میں پنجاب کی چیئرمین شپ کے لیے ان کے مقابلہ میں کسی امیدوار نے کاغذات جمع نہیں کروائے تھے لہٰذا چیف الیکشن کمشنر شیخ اختر محمود نے ان کی بلا مقابلہ کامیابی کا اعلان کرتے ہوئے نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ نومنتخب چیئرمین حج آرگنائزرز ایسوسی ایشن آف پنجاب زون حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ حج آرگنائزرز کے اجتماعی مفادات کا تحفظ اور عازمین حج کی خدمت ان کی اوّلین ترجیح ہو گی۔ پنجاب بھر کے حج آرگنائزرز نے حافظ شفیق کاشف کو بلا مقابلہ کامیابی پر مبارکباد پیش کی ہے۔

خطے میں قیام امن کے سارے راستے کشمیر سے ہو کر گزرتے ہیں۔ امیر محترم پروفیسر ساجد میر

نواز مودی ملاقات کی حیثیت زیادہ تر سماجی اور ذاتی نوعیت کی ہے۔ کابینہ کے مشاورتی اجلاس سے خطاب

لاہور..... امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ خطے میں قیام امن کے سارے راستے کشمیر سے ہو کر گزرتے ہیں۔ بھارت کشمیر پر اپنی اٹوٹ انگ والی ہٹ دھرمی چھوڑ کر اقوام متحدہ کی قراردادوں کی روشنی میں مذاکرات کرے تو تعلقات میں بہتری آسکتی ہے۔ نواز مودی ملاقات اور خیر سگالی کے جذبات کی حیثیت زیادہ تر سماجی اور ذاتی نوعیت کی ہے۔ اتوار کے روز مرکز 106 راوی روڈ میں کابینہ کے مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ جب تک مسئلہ کشمیر حل نہیں ہو جاتا پاک بھارت تعلقات میں پیدا ہونے والی خلیج کی گہرائی کبھی کم نہیں ہو سکتی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نریندر مودی کی پاکستان اور مسلم دشمنی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ بھارت کو ہندو ریاست میں تبدیل کر چکے ہیں جسکا عملی مظاہرہ انہوں نے ابھی چند دن پہلے ایودھیا میں بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کا اعلان کر کے کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایٹمی ممالک برابری کی بنیاد پر اور پرامن بقائے باہمی کے فلسفہ کے تحت ایک دوسرے کے ساتھ امن کی راہ پر چل پڑتے ہیں تو اس خطے کی اس سے زیادہ خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ امن کی یہ راہ درحقیقت خوشحالی اور اقتصادی استحکام کی راہ ہوگی جس کی اس وقت دونوں ممالک کے عوام کو سخت ضرورت ہے جبکہ اس سے پاکستان بھارت کشیدگی کے حوالے سے اقوام عالم میں پیدا ہونے والا اضطراب بھی ختم ہو جائے گا جو ان دونوں ممالک کی کشیدگی کے عالمی ایٹمی جنگ میں تبدیل ہونے کے خدشہ کے باعث پیدا ہوا ہے۔ تاہم پاکستان کے ساتھ اب تک کے بھارتی رویے' کشمیر پر اس کی ہٹ دھرمی کے تسلسل' انتہا پسندانہ ہندو سوچ اور جنگی جنون بڑھانے کی مودی سرکار کی پالیسی کو پیش نظر رکھ کر ہمیں پاکستان کے ساتھ دوستی اور تعلقات کی بحالی کے لئے بھارتی وزیراعظم کی جانب سے کی جانے والی پیش رفت پر انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر کشمیر پر بھارتی ہٹ دھرمی اور مسلمانوں کے خلاف ہندو انتہا پسندانہ سوچ کو برقرار رکھ کر مودی کی جانب سے پاکستان کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جاتا ہے تو بادی النظر میں مودی سرکار کی یہ پالیسی ''بغل میں چھری منہ میں رام رام'' والی ہی ہے۔ اسی لیے مودی کی ''اچانک'' لاہور اور جاتی امرا آمد کو عالمی برادری کو بے وقوف بنانے سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ عالمی قیادتوں کو مودی سرکار کی پالیسیوں سے علاقائی اور عالمی امن کو سخت خطرات لاحق نظر آ رہے ہیں جس کے پیش نظر اقوام متحدہ اور امریکہ و یورپ کی جانب سے مودی سرکار پر پاکستان کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بیٹھ کر دوطرفہ مسائل حل کرنے کے لئے دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔ تاہم پاک بھارت تعلقات ایک سنجیدہ معاملہ ہے جس میں کسی خوش فہمی کی بنیاد پر ہمارے اصولی موقف پر کسی کمزوری کا عنصر نہیں آنا چاہئے۔ (میڈیا سیل 106 راوی روڈ لاہور)

انسانیت کے دکھوں کا مداوا سیرت رسولؐ اپنانے میں ہے منانے میں نہیں۔ حافظ عبدالاعلیٰ درانی

بریڈفورڈ (پ۔ر) سیرت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی نہیں اپنانے کی چیز ہے کیونکہ یہ انسانیت کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس دور میں جہاں دنیا دکھ تکلیف حسرت و یاس، ناامیدی و بے چینی و بے اطمینانی کے کرب میں مبتلا ہے اس کے سارے دکھوں کا مداوا صرف رسول اقدس کی سیرت میں موجود ہے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی ناظم نشر واشاعت مولانا عبدالاعلیٰ درانی نے جامع اہل حدیث کیتھلے میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ کرسمس اسلامی تہوار ہے نہ اسلام میں اس قسم کے کسی تہوار کی کوئی گنجائش ہے۔ اسلام ایک مکمل دین ہے جسے اغیار کی نقالی کی قطعاً حاجت نہیں۔ اہل اسلام کے تہوار صرف دو عیدیں ہیں۔ جن کا محبوب اور مرکزی فعل دو رکعت نماز عید ہوتا ہے۔ اگر فرض نمازیں پانچ سے چھ نہیں ہو سکتیں تو عیدیں دو سے تین کیسے ہو سکتی ہیں۔ ایک مسلمان کی خوشی وغم زندگی وموت صرف اور صرف اللہ ہی کیلئے ہوتی ہے' اس کی کوئی خوشی یا غمی ایک حد سے نہیں بڑھ سکتی نہ غیر مسلموں کی نقالی میں کوئی حق وخیر کا پیغام ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہر قسم کی تقریبات اور تہوار وہی قابل قبول ہیں جو قرآن وسنت اور اسوہ صحابہ سے ثابت ہوں۔ کیونکہ یہی سیدھا راستہ ہے باقی سب خود ساختہ اور راہ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ مولانا عبدالاعلیٰ نے کہا کہ علمائے امت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح کریں۔ جو خالص قرآن وسنت کی روشنی ہی میں ممکن ہے۔ خود ساختہ طریقے بدعات کہلاتے ہیں جنہیں خود نبی کائنات نے ناقابل قبول قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت کی نجات صرف اور صرف قرآن وحدیث اور اسوہ صحابہ وتابعین واسلاف امت کو اپنانے میں ہے۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی اور چوہدری غلام محمد کی خدمات کو یاد رکھا جائے گا۔ ڈاکٹر محمد انور

اسلام آباد..... مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کی کابینہ کا اجلاس ہوا جس کی صدارت قائمقام امیر ڈاکٹر محمد انور نے کی۔ دیگر اراکین کابینہ میں چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم، حافظ محمد الیاس چوہدری قاری ظہیر احمد ہزاروی، ڈاکٹر محمد رفیق بھٹی، مولانا عبدالرؤف، حافظ عابد رشید اور ایم این اے سلفی شامل تھے۔ اجلاس میں مختلف دعوتی وتبلیغی پروگراموں کو مزید بہتر بنانے کے لیے مشاورت کی گئی۔ ایک قرارداد کے ذریعے چوہدری غلام محمد بانی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث G-6/1 وناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد جو 22 دسمبر 2015ء بروز سوموار قضائے الٰہی سے وفات پا گئے کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا اور دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی طرح جماعت کے معروف مبلغ قاری محمد حنیف ربانی کے والد محترم کی وفات پر، جماعت کے معروف سکالر اور مؤرخ اہلحدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی کی وفات پر بھی اظہار تعزیت کرتے ہوئے شرکائے کرام نے ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کی۔ وہ برصغیر کے معروف راہنماؤں مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا داؤد غزنویؒ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا اسماعیل سلفیؒ، مولانا معین الدین لکھویؒ کے معاصرین میں سے تھے۔

بیداری ملت کارواں۔ فیصل آباد میں

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے قائدین پہلے دن سے طے کردہ اہداف کے حصول کے لئے دن رات فکر مند رہتے ہیں۔ اگر چہ الحمد للہ بہت سے اہداف حاصل کئے جا چکے ہیں مگر پھر بھی ہمہ وقت یہی فکر رہتی ہے کہ قائدین مرکزیہ نے جو ڈیوٹی لگائی ہے اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو اس پر اللہ کے ہاں بھی مجرم قرار پائیں گے اور قائدین کا اعتماد بھی مجروح ہوگا۔ یہی سوچ کر جماعت کی ترقی وتحرک کی خاطر نئے نئے پلان بنتا رہتا ہے۔ پہلے اجلاس کے طے کردہ اہداف میں صوبہ بھر کے تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز میں ''ڈویژنل بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس'' کا انعقاد بھی شامل تھا۔ اس سلسلے میں گزشتہ ٹینیور میں پانچ ڈویژنز میں کامیاب کانفرنسز کے ذریعے کارکنان میں جو تحرک و بیداری پیدا ہوئی اس کے ثمرات اب تک باقی ہیں۔ جو چار ڈویژن باقی رہ گئے تھے قائدین کی دوبارہ انہی عہدوں پر تقرری کے بعد اس کی طرف توجہ دی گئی تو سب سے پہلے قرعہ فال فیصل آباد ڈویژن کے نام نکلا۔'' سفیران مرکز'' سرپرست اعلیٰ پنجاب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب، امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبد الستار حامد صاحب اور ناظم اعلیٰ پنجاب مولانا میاں محمود عباس صاحب اس سے قبل ایک دورہ فیصل آباد کا کر چکے تھے جس میں فیصل آباد کی ضلعی وشہری قیادت سے مشاورت ہوئی اور ڈویژنل کانفرنس کے ابتدائی خدو خال کی ترتیب سامنے آئی۔ چونکہ کانفرنس ڈویژنل لیول کی ہے اس لئے بہت ضروری تھا کہ ڈویژن کے باقی اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور چنیوٹ کے ضلعی وشہری امراء و ناظمین اور اہل حدیث یوتھ فورس کے صدور و سیکرٹری حضرات کو بھی مشاورت میں شریک کیا جائے۔ اس سلسلے میں مورخہ 27 دسمبر 2015ء کی تاریخ طے پائی۔ 26 دسمبر کی شام امیر پنجاب کا حکم ملا کہ آپ بھی فیصل آباد کی میٹنگ میں شریک ہو نگے۔ سو گوجرانوالہ سے ہی قائم مقام ناظم اعلیٰ پنجاب حافظ عبد الرزاق صاحب کی گاڑی میں قافلہ سرپرست اعلیٰ پنجاب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب اور راقم الحروف پر مشتمل نکلا۔ حافظ آباد سے امیر پنجاب حضرت پروفیسر حافظ عبد الستار حامد قائد کارواں ہو گئے۔ نماز ظہر سے قبل ہی دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد پہنچ گئے، یہاں فیصل آباد کے ضلعی ناظم ڈاکٹر طارق عباس چوہدری اور سنیئر نائب امیر سٹی علامہ عبد الصمد معاذ نے قائدین پنجاب کا استقبال کیا۔ نماز ظہر جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد میں ادا کی اور نماز کے بعد اجلاس کا باقاعدہ آغاز قاری محمد ایوب چنیوٹی صاحب ضلعی ناظم چنیوٹ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ تلاوت کے بعد امیر ضلع فیصل آباد مولانا عبد الرشید حجازی صاحب نے اجلاس کی مختصر غرض و غائت بیان کی۔

امیر پنجاب حضرت حافظ عبد الستار حامد نے شرکائے اجلاس (جن میں ضلعی وشہری قائدین کے ساتھ ساتھ جماعت کے جید بزرگ فضیلۃ الشیخ مولانا یوسف انور حفظہ اللہ، شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ اور بقیۃ السلف مولانا محمد طیب معاذ حفظہ اللہ بھی تشریف فرما تھے) کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تاریخ مقاصد و اہداف سے آگاہ کرتے ہوئے گزشتہ مرکزی انتخابات کے بعد ملنے والی ذمہ داریوں اور کابینہ کے پہلے ہی اجلاس میں پنجاب جمعیت کے طے کردہ اہداف کے بارے میں بتایا۔ دینی مدارس کے طلبہ سے رابطے کی تفصیلات، مقابلہ ہائے مضمون نویسی اور طلبہ کنونشن کے فوائد وثمرات سے آگاہ، پنجاب کے تمام اضلاع میں منعقدہ ضلعی تنظیمی و تربیتی کنونشنز کے حوالے سے بھی بتایا اور اسی طرح دیگر کارہائے نمایاں کی تفصیلات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ''ڈویژنل بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس'' کی تاریخ سے بھی آگاہ کیا۔ ساہیوال، سرگودھا، گوجرانوالہ، بہاولنگر اور خانیوال میں ہونے والی ڈویژنل کانفرنسز کے ثمرات کی بات کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب بیداری ملت کارواں فیصل آباد میں پڑاؤ کر رہا ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ فیصل آباد میں پچھلی پانچوں کانفرنسز سے بڑی اور شاندار کانفرنس منعقد ہو۔ کہ اس کانفرنس کے ذریعے ہمارے اسلاف کی تاریخ دہرائی جا سکے، یہی فیصل آباد ہے جہاں تین تین دن کی یادگار کانفرنسز منعقد ہوتی رہیں۔ اس ڈویژن میں ہمارے نامور ادارے اور مدارس موجود ہیں۔ جامعہ سلفیہ جیسا عظیم ادارہ بھی اسی شہر میں ہے، اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ ڈویژن بھر کے تمام اضلاع وشہر اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے دن رات ایک کر دیں گے۔ کانفرنس کی تاریخ اور جگہ کے بارے میں دھوبی گھاٹ گراؤنڈ پر تمام شرکائے اجلاس متفق ہو گئے۔ فیصلہ کیا کہ 9 اپریل 2016ء کو چھٹی بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس دھوبی گھاٹ گراؤنڈ فیصل آباد میں منعقد ہوگی۔

اس فیصلے کے بعد کانفرنس کے انتظامات کے لئے چند کمیٹیاں بھی قائم کی گئیں۔ سب سے پہلے تو ناظم کانفرنس کے لئے تمام ہاؤس نے بالاتفاق امیر ضلع فیصل آباد مولانا عبد الرشید حجازی کو یہ ذمہ داری دی۔ ان کے معاون کے طور پر ستی فیصل آباد کے ناظم جناب حافظ اکبر جاوید کے نام کی منظوری دی گئی۔ ایک مالیاتی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں جناب حاجی شیخ محمد اسحاق، جناب حبیب اللہ عطار، جناب پروفیسر نجیب اللہ طارق اور جناب حافظ یونس ربانی کے نام فائنل کر لئے گئے جبکہ ایک رکن ناظم کانفرنس کی صوابدید پر بعد میں نامزد کئے جانے کا فیصلہ ہوا۔ رابطہ کمیٹی کے لئے فیصلہ ہوا کہ تمام اضلاع اپنی اپنی رابطہ کمیٹی تشکیل دیں گے۔

اجلاس میں سرپرست اعلیٰ پنجاب اور مرکزی سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب نے بھی خطاب کیا اور جماعت کی عزت و وقار کے لئے بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس کی کامیابی کو لازمی بنانے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ علامہ شہیدؒ کی تحریک کو بھی فیصل آباد کے تعاون سے بہت بڑی کامیابی ملی اب بھی فیصل آباد کا امتحان ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ فیصل آباد حسب سابق اس امتحان میں بھی سرخرو ہوگا۔ اور کہا کہ اس کانفرنس کا پیغام لیکر فیصل آبا کی گلی گلی، محلہ محلہ پھر جائیں۔ ہر طرف صرف بیداری ملت کانفرنس کی آوازیں سنا دینی چاہئیں۔

اجلاس میں ضلع فیصل آباد کے امیر مولانا عبد الرشید حجازی، ناظم ڈاکٹر طارق عباس چوہدری، ناظم تبلیغ مولانا عبد الرشید ضیاء، اہل حدیث یوتھ فورس ضلع فیصل آباد کے صدر افتخار فراز، جنرل سیکرٹری عمر فاروق گجر، ستی امیر مولانا عبد الرحمان آزاد کے صاحبزادے کی دعوت ولیمہ ہونے کی وجہ سے وہ خود تو تشریف نہ لا سکے ان کی نمائندگی سینئر نائب امیر علامہ عبد الصمد معاذ، ستی ناظم مولانا حافظ اکبر جاوید، ناظم تبلیغ مولانا حبیب الرحمان حلیم قصوری، حافظ یونس ربانی، عبد الحفیظ انور، AYF ستی فیصل آباد کے جنرل سیکرٹری محمد انور نعیم، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ضلعی امیر مفتی محمد اسلم صاحب، حافظ یوسف ناظم تبلیغ، ضلعی جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس حافظ عبد اللہ افضل، ضلع چنیوٹ کے ناظم مولانا قاری محمد ایوب چنیوٹی صاحب، اور ضلعی ناظم مالیات وحید الزمان رند نے چنیوٹ کی نمائندگی کی۔ ضلع جھنگ کے بھی ضلعی و شہری صدور و سیکرٹریز اس موقع پر موجود تھے۔ اجلاس حضرت مولانا یوسف انور صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ :۔ محمد ابرار ظہیر

اخبار الجماعۃ

مرکزی جمعیت کے وفد کی ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ کی تیمار داری کی

اسلام آباد..... مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد کی قیادت میں ایک وفد نے ممتاز عالم دین ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ کی تیمارداری کی جو گذشتہ چند دنوں سے دل کی تکلیف کی وجہ سے پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز اسلام آباد میں زیر علاج ہیں۔ ارکان وفد میں چوہدری محمد یوسف سلفی، قاری ظہیر ہزاروی، چوہدری محبوب احمد، چوہدری محمد ارشد، چوہدری محمد صدیق و دیگر شامل تھے۔ اس موقع پر حافظ مقصود احمد نے شاہ صاحب کی صحت یابی کی دعا کی۔

تحصیل بہاولنگر کا اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل بہاولنگر کا اجلاس ماہ دسمبر کے پہلے ہفتہ زیر صدارت مولانا امانت اللہ انجم منعقد ہوا۔ اجلاس میں حاجی حسن، قاری عبدالحمید صدیقی، سید عبدالستار شاہ، عمر فاروق بھٹی، مولانا نذیر اور دیگر اراکین کابینہ موجود تھے۔ درج ذیل فیصلے ہوئے:

۱۔ تبلیغی پروگرامز میں بہتری اور تسلسل برقرار رکھا جائے۔
۲۔ ہر خطیب ماہانہ دو پروگرامز کرے گا۔
۳۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں بہتری لائی جائے۔
۴۔ جماعت کے اداروں پر توجہ دی جائے۔
۵۔ غریب کارکنان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

منجانب: پروفیسر عبدالرحمٰن شارق، ناظم بہاولنگر

سیرت النبیؐ کانفرنس

24 جنوری بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد اہل حدیث L-51/15 ٹبہ جنڈیالی بنگلہ میانچوں زیر صدارت قاری سیف اللہ عابد امیر ضلع خانیوال، مولانا قاری محمد اکبر اسد چونیاں، قاری محمد اسماعیل عتیق خطاب فرمائیں گے۔

منجانب: عبدالوارث گجر

شان مصطفیٰؐ کانفرنس

18 جنوری بروز سوموار بعد نماز عشاء جامع مسجد ام خالد اہلحدیث منظور آباد ملتان، شیر پنجاب مولانا منظور احمد، قاری محمد اسماعیل عتیق، قاری محمد امجد جاوید صدیقی، مولانا محمد جمیل اجمل گورائیہ خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

منجانب: حافظ طیب اقبال

نعت رسول کانفرنس۔ فاروق آباد

دارالعلوم رحمانیہ اڈالاریاں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں 12 ربیع الاول کو نعت رسول کانفرنس منعقد ہوئی جس میں سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی۔ اس وقت سیرت النبیؐ کی روشنیاں ہی نفرتوں کے اندھیروں کو ختم کر سکتی ہیں۔ تعلیمات نبویؐ کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے۔ نبی اکرمؐ نے انسانیت کو شرک و بدعت کی غلاظتوں سے نکال کر صحیح راہ پر گامزن کیا اور آپؐ نے اپنے اخلاق عالیہ کا بہترین نمونہ پیش کر کے تعلیمات اسلامیہ کو روشناس کروایا۔ آپ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر دشمنانِ اسلام کے قلوب واذہان پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا منظور احمد گوجرانوالہ، مولانا محمد اسحاق اوکاڑوی اور مولانا قاری نعیم الرحمٰن شیخوپوری نے سالانہ نعت رسول کانفرنس فاروق آباد میں اپنے اپنے خطاب میں کیا۔

صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی خادم دارالعلوم رحمانیہ اڈالاریاں، فاروق آباد

مبارکباد

UC-31 گاؤں دادن خاں ضلع جہلم سے ملک تصدق حسین اعوان جماعت کے مخلص کارکن ہیں، ہم انہیں الیکشن میں کامیابی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

رانا نصر اللہ خاں، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث لاہور

دعائے صحت

استاذ العلماء جناب شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی گزشتہ ہفتہ سے صاحب فراش ہیں، احباب ان کی صحتیابی کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللھم اشفہ شفاء کاملاً عاجلاً۔ برائے رابطہ حافظ عبدالرؤف مجاہد آبادی، ناظم جامعۃ الدراسات الاسلامیہ ہربنس پورہ لاہور 0300-9491221

دعا گو: محمد یٰسین طٰہٰ، مینیجر ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان عمر 30 سال پروفیسر اور بڑے پرائیویٹ سکول کے مالک اہل حدیث کے لیے اہل حدیث لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو سکول چلانے میں معاونت کر سکے۔ ذات پات جہیز کی کوئی قید نہیں، خواہش مند رابطہ کریں۔

رابطہ: قاری طالب شکور

0308-2152904 - 0336-0661972

سیرت النبیؐ پروگرام

مرکز ابن حنبلؒ اہل حدیث کچا ایمن آباد روڈ نزد پیلی والا پل گوجرانوالہ میں زیر صدارت شیخ الحدیث پروفیسر سلیمان خان خطیب کینٹ گوجرانوالہ خواجہ مظہر الاسلام، قاری مصطفیٰ ظہیر، مولانا محمد عارف اثری، حافظ محمد عمران عریف ناظم سٹی اور میاں محمد سلیم شاہد نے خطاب کیا۔ مولانا حجاج اللہ صمدانی مہتمم مرکز نے علماء کی پرتکلف ضیافت کی، یہ پروگرام 11 ربیع الاول بروز بدھ بعد نماز عصر ہوا۔

منجانب: صاحبزادہ ضماد اللہ صمدانی، متعلم جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ

تحصیل گوجرانوالہ کا اہم اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرانوالہ کے چاروں حلقوں کے ذمہ داران کا اہم اجلاس زیر صدارت امیر تحصیل گوجرانوالہ مولانا احسان اللہ ضیاء 27 دسمبر مرکز عمر بن خطاب عالم چوک گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ فیصلہ ہوا کہ اپریل 2016ء میں تحصیل کا تربیتی اجتماع ہوگا۔ ماہ جنوری میں تحصیل کے اراکین شوریٰ سے تنظیمی ملاقات ہوگی، اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان 34 اسلامی ممالک کے اتحاد میں لازماً شامل ہو۔ شرکاء کی ضیافت کا اہتمام مولانا ضیاء اللہ یوسف سرپرست نے کیا۔

منجانب: قاری شفیق الرحمٰن ربانی، ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرانوالہ

درس قرآن مجید

29/11/15 جامع مسجد محمدی اہلحدیث میں درس قرآن کا پروگرام بعد نماز عشاء ہوا جس میں تلاوت کے بعد جناب حافظ احمد ناظم مرکز الایمان کہروڑ نے ''عزت دارکون'' کے عنوان پر اور مناظر اسلام حافظ عبدالباسط شیخوپوری نے مؤمن کی صفات پر خطابات کیے۔

منجانب: حافظ محمد احمد، ناظم نشر و اشاعت تحصیل کہروڑ، ضلع لیہ

ایک جماعتی تقریب

27 دسمبر 2015ء بروز اتوار بعد نماز ظہر مرکزی جمعیت اہل حدیث حویلی لکھا کے زیر اہتمام ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں غریب، یتیم بچوں کو کپڑے تقسیم کیے گئے اور علماء کرام میں قرآن کی تفسیر تقسیم کی گئی۔ اس پروقار تقریب کی صدارت ڈاکٹر محمد اظہر حسن امیر حویلی لکھا نے کی۔ اس موقع پر مولانا عبدالمنان راسخ صاحب نے درس قرآن وحدیث دیا اور ڈاکٹر اظہر حسن صاحب اور پوری مرکزی جمعیت اور یوتھ فورس کی کوششوں کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔

منجانب: محمد عباس کھوکھر

انا للہ وانا الیہ راجعون!

حافظ محمد ارشد یزدانی کی اہلیہ وفات پا گئیں

اہل حدیث کے نامور خطیب حافظ محمد ارشد یزدانی کی اہلیہ اور مولانا عبدالوہاب صدیقی آف شاہدرہ کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مرید کے کے قریب ان کے آبائی گاؤں میں ان کے بھائی قاری مشتاق سلفی نے پڑھائی' نماز جنازہ میں مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ کی نمائندگی حافظ بابر فاروق رحیمی نے کی۔ اس کے علاوہ نماز جنازہ میں علاقہ بھر سے مختلف طبقہ ہائے فکر کی شخصیات نے شرکت کی۔ مرحومہ نیک سیرت دیندار پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین خصوصا حافظ محمد ارشد یزدانی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منجانب: عبدالرحیم قریشی' ناظم دفتر پنجاب

محمد جعفر چدھڑ امیر چک نمبر 88/E.B عارفوالہ کی والدہ محترمہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین!

دعا گو: حافظ عثمان سلفی صدر AYF سیکٹر ترکھنی بنگلہ

دعائے مغفرت

مرکزی جمعیت اہل حدیث کوٹ رادھا کشن قصور کے شعبہ مساجد کے ناظم رانا دین محمد 22 نومبر 2015ء کو تقریباً 65 برس کی عمر میں اچانک ہارٹ فیل ہونے کے باعث انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اہلحدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن اوکاڑہ کے سابق صدر شیخ محمد امجد کی والدہ محترمہ اور شیخ محمد صدیق حق بازار کپڑے والے کی اہلیہ محترمہ 21 اکتوبر 2015ء کو انتقال کر گئیں۔

11 نومبر 2015ء مستری عبدالعزیز کوٹلی رائے ابوبکر قصور کی اہلیہ اور مستری عبدالستار مرحوم کی والدہ 90 برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔

مرحوم اور مرحومات نیک سیرت تہجد گزار صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ قارئین کرام ان کی مغفرت وبلندی درجات کے لیے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں مقام دے۔ آمین!

شریک غم: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی' کوٹ رادھا کشن

گزشتہ روز مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع خانیوال کے سرپرست چوہدری عبدالغفور شاہد کے برادر اکبر چوہدری ملک محمد سلطان مختصر علالت کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند خوش اخلاق ملنسار مہمان نواز صفات کے مالک تھے۔ نماز جنازہ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث بلاک نمبر 11 خانیوال میں قاری سیف اللہ عابد نے پڑھائی جس میں ہر مکتب فکر کے لوگوں' سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ اے وائی ایف کے کارکنان مولانا محمد اکرم' راقم الحروف' مولانا عبدالشکور ودیگر کارکنان نے چوہدری صاحب کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت اور مرحوم کی بلندی درجات کی دعا کی۔

دعا گو: شفیق الرحمٰن بن حافظ عبید الرحمٰن' جنرل سیکرٹری AYF چک 136/10R جہانیاں

افسوسناک حادثہ!

نوجوان حافظ محمد عثمان جو جدہ سعودی عرب میں گزشتہ دنوں کام کرتے ہوئے چوتھی منزل سے گر کر انتقال کر گئے تھے' دعا ہے کہ اللہ ان کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین خصوصا والد محترم حاجی ادریس اور ان کے سسر حاجی تنویر احمد کو صبر جمیل سے نوازے۔

دعا گو: محمد عبداللہ قاسم' امیر تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ

محکمہ ڈاک کی طرف سے ہر پاکستانی کی خدمت میں!

ترسیل ڈاک کا جیسا نظام برصغیر پاک وہند میں رائج تھا وہ دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں بہت ہی کم ہے اور یہ نظام مربوط ہونے میں بھی اپنی مثال آپ تھا، پوسٹ مینز محنت اور دیانتداری کا مجسمہ ہوتے تھے اور ہیں۔ دور حاضر کی تیز تر برقی سہولتوں کے باوجود محکمہ ڈاک جیسی سہولتیں اب تک ان میں میسر نہ ہو سکیں۔ لیکن ان برق رفتاریوں کے باعث محکمہ ڈاک روبہ تنزل ہو رہا ہے۔

معزز صارفین! محکمہ ڈاک ۱۸۹۲ء سے لے کر آج تک اس خطے میں آپ کی خدمت کے لیے کوشاں ہے۔ ماضی میں ہر مشکل وقت میں محکمہ ڈاک نے عوام الناس کی بے پناہ خدمت کی اور اُسی جذبہ کو برقرار رکھتے ہوئے ہم آپ کی مزید خدمت کرنا چاہتے ہیں موجودہ دور میں محکمہ ڈاک کو بڑے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس تناظر میں محکمہ ڈاک نے آپ کی خدمت کے لیے اپنا دائرہ کار وسیع کیا ہے۔ اب آپ

- بجلی، گیس، پانی اور ٹیلی فون کے بل اپنے قریب ترین ڈاکخانہ میں جمع کرا سکتے ہیں۔
- رقم کی منتقلی اب برقی اور فیکس منی آرڈر کے ذریعے فوری طور پر ممکن ہے۔
- ارجنٹ میل سروس کے ذریعے اپنی ڈاک پورے ملک میں پہنچائیں۔
- وی۔ پی۔ پارسل/ لیٹر کے ذریعے اپنے کاروبار کو مزید مستحکم کر سکتے ہیں۔
- اپنے پیاروں کے بیرونِ ملک سے بھیجے گئے پیسے ویسٹرن یونین کے ذریعے مقرر کردہ ڈاکخانوں سے وصول کیے جا سکتے ہیں۔

ہفت روزہ ''اہل حدیث'' اپنے قارئین سے اپیل کرتا ہے کہ جو امور محکمہ ڈاک سرانجام دے سکتا ہے آپ اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور وطن عزیز پاکستان کی بہتری کو ترجیح دیں۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ قریب ترین ڈاکخانہ میں تشریف لا کر خدمت کا موقع دیں۔ (آپ کے تعاون کے لیے شکر گزار، محکمہ ڈاک)

شکایات کے ازالے کے لیے مندرجہ ذیل فون نمبرز پر صبح 9:00 بجے سے رات 8:00 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں۔

Cell: 0321-6772525,0335-6161400 Ph: 042-99210971,042-99239794
Email: ccpmgpunjab@yahoo.com Fax: 042-99211323

تربیتی نشست

مرکزی جمعیت اہل حدیث واہلحدیث یوتھ فورس شہر وضلع ساہیوال کے علماء کرام مساجد کے خطباء اور ائمہ کرام کی ماہانہ تربیتی نشست مؤرخہ 6 دسمبر بروز اتوار صبح 9 بجے جامع مسجد ثنائیہ سبزی منڈی ساہیوال میں منعقد ہوئی۔ جس میں قاری امجد فاروق عدیل، قاری محمد حسن سلفی، مولانا عبدالغفور یورش، میاں محمد یٰسین رحمانی، قاری محمد شبیر انجم اور مرزا محمد یوسف عابد نے اظہار خیال کیا۔ اس نشست میں طے پایا کہ ہر ماہ کے پہلے اتوار یہ نشست باقاعدگی کے ساتھ ہوا کرے گی۔ اگلی نشست 3 جنوری بروز اتوار جامع مسجد صدیق اکبر عبشیر کالونی میں ہوگی۔

منجانب: شعبہ نشر واشاعت AYF ضلع ساہیوال

دماغی اور اعصابی کمزوری کا مکمل علاج

معجون دماغی

طلبہ، اساتذہ، وکلاء

دماغی کام کرنے والوں کے لیے نایاب تحفہ

قیمت -/2,000 روپے فی کلو

تیار کردہ حکیم عبدالرشید اصغر (اللہ والے)

ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع قصور

رابطہ 0305-4401839

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

کابینہ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خاں

سرپرست
ڈاکٹر رانا شاہد
رابطہ 0305-2402275

سرپرست
صوفی عبدالرحمن جٹ
رابطہ 0334-7273313

امیر
مرزا افتخار بیگ
رابطہ 0308-3802475
0345-8404089

ناظم
ثناء اللہ شاہد قصوری
صاحبزادہ
رابطہ 0345/0312/0335
0300-9679796

سینئر نائب امیر
مرزا یٰسین بیگ
رابطہ 0300-8672419

نائب امیر
غلام مصطفی (بجلی ہاؤس)
رابطہ 0300-3213999

نائب امیر دوم
مولانا عبدالاکبر عباسی
رابطہ 0303-9798963

سینئر نائب ناظم
قاری ساجد منیر
رابطہ 0302-7125305

نائب ناظم اول
مرزا عمران اسحاق
رابطہ 0300-6728052

نائب ناظم دوم
محمد جمیل کمبوہ
رابطہ 0300-9671703

ناظم مالیات
رانا عبدالماجد ندیم
رابطہ 0303-7663299

نائب ناظم مالیات
مرزا ثاقب بیگ
رابطہ 0300-6722343

معاون
قاری غلام سرور
رابطہ 0304-2014330

ناظم نشر واشاعت
چوہدری محمد سعید کمبوہ
رابطہ 0306-7616457

نائب ناظم نشر واشاعت
حافظ ارسلان بیگ
رابطہ 0307-7944146

فتاوی کمیٹی
قاری عبدالصواب
رابطہ 0300-6729021

ناظم تبلیغ
ماسٹر رضاء اللہ سلفی
رابطہ 0300-9833010

نائب ناظم تبلیغ
ماسٹر محمد مظہر
رابطہ 0303-6132767

ممبر اول
قاری محمد یوسف محمدی
رابطہ 0300-8968421

ناظم وکلاء سلفیہ
زاہد فاروق سانگی
رابطہ 0300-6741843

نائب ناظم وکلاء سلفیہ
محمد یوسف کمبوہ
رابطہ 0300-8772620

ممبر دوم
حافظ احسان الحق
رابطہ 0301-7642663

ناظم شعبہ خدمت خلق
چوہدری محمد شعبان
رابطہ 0333-7445700

نائب ناظم شعبہ خدمت خلق
محمد عنایت اللہ خان نیازی
رابطہ 0344-8649010

منجانب
مرزا افتخار بیگ
تحصیل امیر رحیم یار خاں
0308-3802475

ثناء اللہ شاہد قصوری
صاحبزادہ
تحصیل نظم رحیم یار خاں
0300-9679796

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

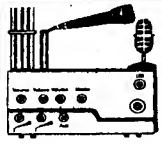

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل

سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسلک اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل فور کلر رنگین، خوبصورت مُدلّل سات اشتہارات کا درج ذیل مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے:

- نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت۔
- اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام
- نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات
- سورۂ فاتحہ خلف الامام
- اثباتِ رفع الیدین
- اثباتِ توحید (ایک سوال کی دس شکلیں)

تمام مسجد اہل حدیث کے منتظمین مذکورہ بالا مکمل سیٹ مفت منگوائیں اور فریم کروا کر اپنے اپنے زیر انتظام مساجد میں نمایاں جگہ پر آویزاں کریں۔ مسائل حقہ کی ترویج کا یہ مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ **رابطہ بذریعہ فون صبح 8 بجے سے 10 بجے تک۔**

نوٹ فریم کروا کر آویزاں کرنے کا وعدہ آنا ضروری ہے۔ اس وعدے کی صورت میں ڈاک خرچ ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور، پنجاب، پاکستان **0333-8556473**

گولڈن

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

U.P.S امپورٹڈ بھی دستیاب ہیں۔

چوک نیا میں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

نام ہی کافی ہے

ساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماسٹر مکینک)

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیا میں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

نئے ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طبلی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

نیا میں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث رحیم یار خان کے زیر اہتمام

خطبات جمعۃ المبارک

ایمان افروز — روح پرور — اہل اسلام کی اپیل ہے شرکت

تبلیغی — فقید المثال — آئیے اور ایمان بڑھائیے

خواتین کیلئے پردے کا انتظام ہوگا

عظیم الشان — فرقہ واریت سے بالاتر

آغاز خطبہ 12:45 بجے

مرکز منہاج الاسلام اہلحدیث

بمقام: نہر کنارہ غوثیہ کالونی منٹھار روڈ نزد وائرلس پل قصوری المعروف ثناء اللہ

والامرکز رحیم یار خان

25 دسمبر 2015 کا خطبہ جمعہ

حضرت مولانا محبوب عالم محترم جناب حافظ العابدین صاحب

قاری طلحہ زین قصوری

صاحبزادہ بن ثناء اللہ شاہد قصوری

متعلم جامعہ سراج العلوم السلفیہ بستی ساکوٹ حفظہ اللہ

یکم جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

حضرت مولانا واعظ خوش الحان محترم جناب حافظ عبداللہ سلیم قصوری صاحب

خطیب 125/P حفظہ اللہ

برادر اصغر ثناء اللہ شاہد قصوری

8 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

حضرت مولانا محترم جناب حافظ حمزہ شاہد قصوری صاحب

صاحبزادہ

متعلم جامعہ سراج العلوم السلفیہ بستی ساکوٹ

بن ثناء اللہ شاہد قصوری حفظہ اللہ

سعادت عمرہ سے واپسی پر 15 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

حضرت مولانا محترم جناب ابو طلحہ قاری حافظ ثناء اللہ شاہد قصوری صاحب

خادم کتاب و سنت

حفظہ اللہ

مزید آمد 29 جنوری 2016 کا خطبہ جمعہ

قائد یونین فورس

حضرت مولانا ڈاکٹر محترم جناب حافظ ذاکر الرحمن اصدیقی صاحب

حفظہ اللہ

صدر اہلحدیث یونین فورس پاکستان

شعبہ تبلیغ مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث رحیم یار خان 0300-9679796

مرکزی جامع مسجد ربانی اہلحدیث گاؤں بریار والہ ضلع شیخوپورہ سٹاپ بھکھی زد عثمان مقبول ملز
خطبات جمعۃ المبارک
بمقام
مسجد
عبدالکریم
عبدالباسط
فقید المثال
ایمان افروز
جنوری 2016
8 جنوری 2016
مناظر اسلام خطیب نگینہ حرمت رسول میاں
حضرت مولانا محمد نواز ثیمہ صاحب حفظہ اللہ
موضوع: طریقہ نماز نبوی
لاکھ دربار عالی شہنشاہ شیر ربانی خطیب اہلحدیث حق صفات دلنشین
حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف یزدانی صاحب حفظہ اللہ
موضوع: وفات النبی صلی اللہ علیہ وسلم
15 جنوری 2016
جناب محترم حضرت مولانا خطیب دلپذیر
حافظ محمد عثمان صاحب حفظہ اللہ
موضوع: شان زین العابدین
22 جنوری 2016
مقرر دلپذیر خطیب اسلام یادگار اسلاف جانشین محدث
حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب حفظہ اللہ
موضوع: عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
29 جنوری 2016
داعظ پرتاثیر جناب محترم خطیب دلپذیر
حافظ عبدالباسط صاحب حفظہ اللہ
موضوع: رد فحاشی
5 فروری 2016
عظیم سکالر مقرر انقلاب
حضرت مولانا سید عتیق الرحمن شاہ صاحب حفظہ اللہ
موضوع: عقیدہ توحید
12 فروری 2016
جناب محترم خطیب دلپذیر
حضرت مولانا سید محمد بطین شاہ نقوی صاحب حفظہ اللہ
موضوع: صداقت مسلک اہل حدیث
19 فروری 2016
لاکھ دربار عالی شہنشاہ شیر ربانی خطیب اہلحدیث حق صفات دلنشین
حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف یزدانی صاحب حفظہ اللہ
موضوع: نیک بندے کون؟
26 فروری 2016
داعظ پرتاثیر جناب محترم خطیب دلپذیر
حافظ عبدالباسط صاحب حفظہ اللہ
موضوع: رشتہ داروں کے حقوق
نماز جمعہ 12:15 بجے
درس قرآن بعد نماز جمعہ 1:30 بجے
دین خادم علامہ حاجی تنویر احمد السدیس ناظم مرکزی جمعیۃ اہلحدیث تھانہ ایر یا بھکھی فیروز والوں انتظامیہ جامع مسجد ہذا
0302 6050754

A product of BMA Pharma

BMA
Since 1952

MAJOON
KABEER
(ZAFRANI)

لیجئے
جسم میں تازگی وتوانائی
کی اک نئی لہر

معجون کبیر (زعفرانی)

Revitalizer, Aphrodisiac

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب واعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے

نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیا رنگ

BMA Pharma (Herbal)
1.5 km. Faisalabad Road Okara.
Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205

BMA
Since 1952

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کر چلا ہوں صدیوں گلشن کی فضاء مجھے یاد کرے گی!

حضرت مولانا قاری عبدالوکیل صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

2016 | 25 مارچ جمعہ | 26 مارچ ہفتہ | 27 مارچ اتوار

سہ روزہ سیرت النبی کانفرنس خانپور

صلی اللہ علیہ وسلم

الشاہد الرحیمی

زیر امارت

زیر صدارت

علوم اسلامیہ کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور رحیم یار خان کے زیر اہتمام 39 ویں سالانہ سہ روزہ عظیم الشان آل پاکستان اہل حدیث "سیرت النبی کانفرنس" بتاریخ 29،28،27 مارچ، بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار اعلیٰ روایات اور شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ کانفرنس میں قائدین اہل حدیث کے علاوہ ملک بھر سے محدثین، مفکرین، مجاہدین، دانشور، علماء، خطباء، قراء و شعراء اور زعمائے ملت کی تشریف آوری متوقع ہے۔ احباب و اخوان کے متعلقین، مخلصین اور فیض یافتگان بطور خاص تواریخ نوٹ فرمالیں اور کانفرنس کی شاندار کامیابی کیلئے ابھی سرگرم عمل ہو جائیں۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث خانپور رحیم یار خان

شعبہ دعوت و تبلیغ

الداعی الی الخیر والفوز و فلاح